Sukoontula Natuck.

A dramatic Story

Translated from the original Sunskrit
by the
celebrated poet Nawaz into Brij Bha-
-kha, and by
Mirza Kazim Jawan into Hindoostanee
Published in
the Persian Character from the Original
Hindee-Roman orthoepigraphical
Ultimatum of Dr. J. B. Gilchrist.

BY

Bomanjee Dossabhai Moonshee

Bombay
Lithographed by Mirza Hussun Kashanee
1848.

has been translated into English by that accomplished oriental Scholar, The late Sir William Jones, under the title of "Sacontula, the Fatal Ring;" as being one of the best works of the kind existing in that ancient dialect.

Anjuman-e-Tarqqi-e-Urdu (India)
انجمن ترقی اردو
(ہند)

طرز اُسکی ہے جُدی اسکا نرالا طور ہے
اُسکا عالم اور ہے اور اسکا عالم اور ہے

قطع نظر اِس سے کہ کبت ہو یا دُہرا نظم کا ترجمہ نثر میں طبیعت کو
منتشر کرتا ہے کیا کیا

لکھے ہیں اِس لئے دو چار فقرے
اگر جائے تامل ہو کسی جا
گرفت اِس میں نہو اہلِ خرد کو
کہ اِس مضمون کا یہان طور یہہ تھا
وگر دیکھیں خطا تو بھی سمجھ کر
معاف اُسکو کریں ہو لُطف فرما
کہ خالی ہے بشر کوئی خطا سے
کسی کو اِس میں طعنے کو ہے کیا
جواں بس دل لگا تو داستان پر
یہان سے یون ہے اب آغاز اِسکا

کہ اگلے زمانے میں وِسوامِتر نام ایک شخص تھا شہر کو چھوڑ جنگل میں
رہا کرتا اور اپنے طور کی عبادت و ریاضت دن رات کیا کرتا تھا

اپنے صاحب کی بندگی میں تن بدن کی کچھ اُسے خبر نہ تھی
سوا اُسی کے تصوّر کے کبھی نگاہ اِدھر اُدھر نہ تھی یہاں تک
دُبلا پنے سے لتا تھا کہ پہچانا نہ جاتا

بدن سوکھ کر اُسکا کانٹا ہوا تھا
ریاضت کے مارے وُہ جیتا مُوا تھا

اِن دکھوں سے اُسکو کبھی ایک دم آرام نہ تھا سوا اُٹھانے
اِن جفاؤں کے کچھ کام نہ تھا تاکہ اِس خاکساری سے آرزو
دِل کی برآوے اور درخت سے مُدعا کے پھل پاوے ایسا
جوگ کیا ایسا آسن بیٹھا نزدیک تھا کہ بندگی کے زور سے
راجا اِندر کی سنگھاسن چھین لے جتنے تیرتھ تھے اُن سب
میں گیا شہر شہر دریا دریا گھاٹ گھاٹ پیکرما کرتا پھرا
نہ چھوڑا کسی ندی کا کنارہ

بس جنگل میں کسی درخت تلے ڈیرہ بیٹھتا گرد اگرد آگ جلاتا
پھر اپنے تئیں اُلٹا لٹکاتا دم بدم دھواں مُنہ میں لیا کرتا
تپسیا اِس طرح کیا کرتا غرض اُس تپسوی کا یہی حال تھا
آٹھوں پہر تپ جپ کا خیال تھا چونتیس برس تلک وُہ

بیابان نورد تھا سر سے لگا کے پاؤن تلک گرد گرد تھا

بنا پسینی ہی کھاتا رہتا بھوکھ پیاس کی ایذا ہین سہتا اور روبہ آفتاب ہوکر

گرمیون مین وہ جگر تفتہ جلا کر گرد آگ

بیٹھتا تھا ڈھیر جیسے راکھ کا آوے نظر

اور جاڑون مین گلے تک پانی مین ہو کر کھڑا

جپ کیا کرتا تھا شوقِ دل سے ہر شام و سحر

ایسی باتین سُنکر راجا اِندر کو بہت سوچ پڑا اور دل مین ہوا

اُسکے اِس جوگ توڑنے کے لئے منوکا پری کو بُلا کر بہت سی

آؤ بھگت کی اور یہہ احوال ظاہر کیا

وہ راجا کے حُسن سلوک سے بہت خوش ہوئی اور

اِس مطلب کے سُنتے ہی یون بولی کہ مین وہ پری ہون کہ میرا اگر

سایہ بر تمہارے شنو مہادیو پر پڑے دیوانے ہو جاوین

جو وے ہووین وحشی تو کر لون مین رام

میری یاد مین بھولین سب اپنے کام

یے ایسی ہین جادو بھری انکھڑیان

رہے دیکھ کر انکو سُدھ بُدھ کہان

یہہ احوال جب ایسے لوگون کا ہو

رکھون پاکدامن ہین کب اور کو

وِشوامتر کو ایک پل ہین اپنے پر دیوانہ کرلون تمام عمر کو فُشقے کی

جا گہہ یہہ کلنک کا ٹیکا ماتھے پر دھرون جوگی یا جتی تین طبق ہین

کون ایسا ہی جو مجھ سے آپ کو بچاوے اُسکو تو ہین ایک دم ہین

اور کا کچھ اور کردون قسم ہی مہاراج کی اگر اُسے کام کے بس کر

اُنگلیون پر نہ نچاون تو نام اپنا منہو کا نہ رکھاؤن

باتین کتنی ایسی ہی کر کے ہین کاندھے پر دھر وہان سے اُٹھی

بیٹھہ اپنے تخت پر ہوا ے آسمان سے زمین پر اُتری

وہ ایک ایسا ستارہ تھی کہ تمام عالم کو جسنے روشن کر دیا تس پر

سولہ سنگار بارہ ابھرن جو اُسنے سر سے پاؤن تلک کئے دن کو

تو سورج اُسکا جلوہ دیکھہ رشک کی آگ سے جلا اور رات کو

چاند غیرت سے داغ ہو کر ستارون کے

انگارون پر لوٹا

ویسی موہنی صورت اور وہ بناؤ جو دیکھا جوگ بجوگ مین آگیا

تپسیا کا پتر جڑ سے اُکھڑ اگیا وہ خرمنِ صبر کی جلانے والی

بجلی تھی کہ جس پر اُسکی نگاہ گرم پڑی بیتاب ہو کر دِل اُسکا سینے میں بھسمنت ہوگیا اگر فرہاد دیکھتا جان شیرین دیتا لیلی مجنون ہو جاتی

نہ بلبل ہی ہوئی تھی اُس پہ شیدا
گلون کی بیکلی تھی دِل مین پیدا

بہِشت سے نکل کر جو اُسے دیکھتی حور تو یقین ہے کہ جان دینے مین نہ کرتی قصور

دیکھکر اُسکو کافِر و دیندار
کرتے آپس مین تھے یہی تکرار

جہان یہہ صنم آوے یارب نظر
کِسے دین و دُنیا کی وہان ہو خبر

حاصِل کلام وُہ اِس صورت سے اُس مُنی کے مُہنے کو اور من بس کرنے کو اٹھکھیلیون کی چال خرمن ناز کے انداز سے چلی اچپلاہت اور چنچل پنے سے ٹھوکر دامن کی گریبان شکیبائی کو چاک کرتی تھی انچل دوپتے کا سر پر سے کاندھے پر اور کاندھے سے ڈھلکر زمین پر آرہتا تھا اُس سروِ گل اندام کے اِس نازو

انداز برنسیم وصبا صدقے قربان جاتی تھی مد بھری دے انکھین
دیکھہ کر نرگس پیالہ شراب شوق کا لیکر کھڑی کی کھڑی رہ جاتی
تھی کمر کی لچک سے تار تار سنبل کا پیچ وتاب کھاتا تھا

بین بجاتی ہوئی ہولی گاتی ہوئی دھیان تانون پر دھرے پھول
دامن وگریبان مین بھرے ہوئے آکر وہان جلوہ گر ہوئی جہان
وہ جوگ سادھے تپشیا کر رہا تھا

یک بیک پازیب کے گھنگھرون کی جھنکار بین کے تارون کی
آواز گانے کی لی سے ملی ہوئی سنکر بیقرار ہوا اُسنے جونہین
انکھین کھول دین ایسی شکل نظر آئی کہ ایک ہی نظارے سے
اُسکا سب دھیان گیان جاتا رہا برسون مین جب کی جتنی پونجی
جمع کی تھی اُسکے ناز وغمزے کی فوج نے سب کی سب ایک ہی
دم مین لوٹ لی

پھر تو غش کھاتا ہوا اُٹھکر پروانہ وار اُس شمع رو کے گرد
پھرنے لگا اور بیتابی سے دم بدم قدمون پر گرنے بلائین سر سے
پاؤن تلک لینے اور صدقے ہو ہو جان اپنی دینے
دل اُسکا محو جلوہ جانانہ ہو گیا

کرتے ہی ایک نگہ کے وہ دیوانہ ہو گیا

تب تو پری دم دلاسا دے اُسے ہوش میں لائی اپنی بھی چاہت
جتنا گرم جوشی کر کے اِس مزے میں لائی کہ اُسکے دل نے پہلے
بوس و کنار سے نہایت لذت پائی پھر تو کام دیو نے آ کر اپنا کام
کیا کہ ایک آن میں اُسکا وہ کام تمام کیا اُسنے اپنے اِس جوگ کا
یہہ پھل پایا کہ ایک دم کے مزے کی خاطر سب کچھ گنوایا پھر
بہت سا پچھتایا کہ میں نے کیا بُرا کام کیا اپنے تئیں تمام پھلوں میں
بدنام کیا تب تو اِسکے سوا کچھ اور بن نہ آیا کہ اُس بن کو چھوڑ
اور بن کو گیا

اور مینکا کو وہیں حمل دریافت ہوا اِس سبب اُسے راجا اِندر کے
دربار میں جانا بار ہوا چار و ناچار نو مہینے تک دن گنتی رہی
جب مدت پوری ہوئی تو ایک ماہ رو لڑکی جنی پھر یہہ حکم کے
سبب نے دھرتی سے نہ چھاتی لگا کر اُسے دودھ
دیا بے الفتی سے نہ ایک دم گودی میں
لیا نسل انسان کی جان محبت ذرا نہ کی اور
وہیں پٹک کر اُسے اتنی بات کہی کہ جسے ہماری ذات میں

کوئی نہ رکھے اُسے کیون اللہ نے دیا

بات یہہ جون نکلی لب سے کھا ہین وہ پیچ و تاب

اُڑ گئی آئی جدھر سے تھی بچندین اضطراب

وہ تو گئی اُدھر یہہ رہی ادھر

اب آگے داستان کا یون بیان ہے کہ اُس جنگل مین سوا خدا کے اُسکا کوئی خبر لینے والا نہ تھا پر ایک پکھیرو اُسپر اپنے پرون کا سایہ کئے تھا اِسے اُسکا نام سکنتلا ہوا وہان پڑی ہوئی وہ روتی تھی آنسوون کے موتی پلکون مین پروتی تھی دودھ کے لئے مُنہہ پسار رہی تھی ہاتھ پاؤن اپنے مار رہی تھی کہ پروردگارِ عالم نے اپنا فضل کیا جو کن منی کہین نہانے کو چلے تھے جون اُس طرف سے ہو نکلے دیکھا کہ یہہ کیا قدرتِ الٰہی ہے جو اِس صورت سے نظر آتی ہے

اُس تو گُل چمن کو گلستان سے دور دیکھ

حیران بہ رنگِ بلبلِ تصویر ہو گئے

غلطان دُرِ یتیم سی تھی لیک خاک پر

غلطانی اُسکی دیکھ وے دلگیر ہو گئے

اُسپر اُنہین نہایت ترس آیا دوڑ کر خاک پر سے اُٹھایا
گودی مین لیکر کہنے لگے یہہ پری جن یا کسی قوم کی ایسی
خوب صورت لڑکی ہے کہ دیکھی نہ سُنی کچھہ کہا نہین جاتا اور
کچھہ سمجھہ مین نہین آتا کسنے اِس جنگل مین لاکر خاک کے
اوپر اِس چاند کے ٹکڑے کو ڈال دیا تھا اُسے چھاتی سے
لگائے ہوئے یہہ دِل مین سوچ بچار کرتے گھر کو پھرے
مکان مین پہنچتے ہی اپنی بہن گوتمی کو اُسکی صورت دکھاکر
پیار سے کہا کہ جی لگاکر بہت اچھی طرح پرورش کرتی رہیو
ایسا نہو کہ کسی طور سے کوتاہی ہو

لڑکی کی جو وہ صورت اُسنے دیکھی اور بھائی کی اُسکے حق مین
یہہ مہربانی کی باتین سُنین پہلے اُسکی بلائین لین پھر گود مے
لیکر اپنے گلے لگا پالنے لگی دِن رات چھاتی پر اُسے لٹاتی
تھی مہر و محبّت سے دودھہ پلواتی تھی

وہ اِس صورت سے پلتی تھی اور جتنے اُس جنگل کے تپشوی
تھے سب اُسکو پیار کرتے تھے سب کی وہ پیاری تھی اُن
سبھون مین مشہور تھا کہ یہہ کن کی بیٹی ہے دن بدن وہ

بڑی ہوتی تھی اور تخم محبت ہر دل میں بوتی تھی اور بھی دو لڑکیاں وہاں تھیں ایک کا نام آنسو یا تھا دوسری کا نام پرمیودا تینوں پرورش پاکر جب بڑی ہوئیاں آٹھہ پہر ساتھہ کھیلنے لگیاں اُن سبھوں کو آپس میں ایسا پیار اخلاص تھا گویا اُنکی ایک جان اور جدا جدا قالب تھا

ہر ایک اُنمیں تھی زہرہ و مہر و ماہ
جنہیں دیکھہ کر ہووے یوسف کو چاہ
اگر چاہے شاعر کرے شاعری
بیاں اُنکی ہووے نہ خوبی ذری

خدا نے اپنے دست قدرت سے اُن تینوں کے سراپا میں سراپا خوبیاں بھردی تھیں

بھویں جب کہ غصّے میں تھیں تانتیں
جگر تیر مژگاں سے تھیں چھانتیں
تلطّف سے جس دم کہ وے ہنسیاں
تو زاہد کو بھی سو جھیں مستیاں

ہر ایک کا وہ پری سا چہرہ جو نظر آتا کوئی تو غش کھاتا اور

language, by order of the masterpioneer of Oriental literature, Dr. J. B. Gilchrist in the time of the Right Hon'ble Marquis of Wellesley the late Governor General of India. Mirza Kazim Jawan has translated this Drama with considerable Skill and ability in Hindoostanee prose. The Style is flowery and elegant, enlivened occassionally with some beautiful specimens of his own poetry. This small work is therefore, recommended as well adapted for the perusal of Gentlemen, who are engaged in the Study of that most useful language — The Hindoostanee

The Original Sunskrit work

کوئی دیوانہ ہو جاتا

جو زلفین تھین زنجیر پاے جنون

کف پاے رنگین تھے سرگرم خون

اگرچہ ظاہر مین وے سبھی سر سے پاؤن تلک تمام حُسن و جمال اور ناز و ادا تھین لیکن حقیقت مین وہ شُعلہ بھبھوکا کہ جسکا نام سکنتلا تھا اپنے ایک جلوے سے دل و جان دونون جہان کا پھونک دیتی تھی شُہرہ اُسکی گرم بازاری کا دھوم اُسکے حُسن عالم سوز کی ایسی تھی کہ آفتابِ عالم تاب کو ایک ذرہ اُسکے آگے تجلّی نہ تھی

کہان تک بیان اُسکی ہون خوبیان

سراپا تھین اُس مین خوش اسلوبیان

القصہ کنو مُنی نے ایک دن اُس نازنین سے یہہ بات کہی کہ اب مین تیرتھہ کرنے کو جاتا ہون تھوڑے سے دِنون مین نہا کر پھر آتا ہون تب تلک تو چین و آرام سے یہان خوش رہیو جو کچھہ مطلوب ہو گوتمی سے کہا کریو وہ تیری خاطر حاضر کیا کریگی اور جان و دل سے صدقے قربان ہو کر سر سے پاون تلک

تیری بلائیں لیا کریگی پر جو کوئی پنشوی یہاں آوے اور کر

پانوں پڑیو اور اُسکی خدمت کیجیو جہاں تک تجھ سے ہوسکے

کوتاہی مت کیجیو

اِس اِس طرح وہ اُسے سمجھا سمجھا نصیحت دلاسا کر

روانہ ہوا اور وہ آتش کا پرکالا اندھیرے گھر کا اُجالا شیرین

منش لیلیٰ روش طلسم حُسن و جمال کے گنج کا یعنے

سکنتلا برنگ گل جس کی جگہہ چاہیے تھی چمن میں رہی

اُسی بن میں

شروع جوانی وہ اُسکا وُہ جوبن

نیا عالم اپنا دکھاتا تھا بن بن

جتنے اُس دشت کے چرند و پرند تھے وے اُسکے دام

محبّت کے پابند تھے اور وُہ خدمت میں مُنی لوگوں کے مشغول تھی

جب کتنے دِن گذرے ایک تازی وحشت آ اُسے

دو چار ہوئی چار و ناچار اپنے دل کو یوں بہلاتی تھی

کبھی ہرن کے بچوں کو دانہ کبھی درختوں کو پانی دیا کرتی اور

خاطر اُسکی ہر آن گوتمی ہر ہر طور سے کیا کرتی کن کی سفارش اُسکے

وہ خود اُسکی فرمان بردار بلکہ جان نثار تھی اور وے دونون
سکھیان اُسکا مُنھہ دیکھتے ہی رہتیان تھین جب جوانی کی
اُمنگ نے عالم کچھ اور دِکھایا شوخیان نئے نئے طور کی
اُس نازنین مین سمانے لگین دِلداری اور دِلربائی کے اختلاط
اُن ہمجولیون سے شروع کیئے ترچھی نگاہون تیکھی نظرون سے
اشارون ہی اشارون مین اُنکے دِلون کو بے چین کرتی تھی
بگڑ بگڑ کر ہزارون طرح چُن چُن کے انکو نام دھرتی تھی

کبھی ہنس بول کر نہال کیا
کبھی ٹھوکر سے پامال کیا
نہ تھا دِلربائی کا ایک طور کچھ
ہر ایک آن مین آن تھی اور کچھ

وہ قامت قیامت کا نمونہ بلکہ آمد مین اُس سے بھی دو ناتش سے
تمام وہ ترکیب بدن کی جیسا پھولون کا گڑوا آفت غضب
وہ چھاتیون کا اُبھار چمن حُسن کی اُس سے تر و تازہ بہار
عالم کچھ کا کچھ نظر آتا تھا جِسے دیکھ کر عالم کا جی جاتا تھا
کمر کی بھی لچک سے رگ جان تلک پیچ و تاب تھا اور ہر روز

جوبن اُسکا اس اِس چمک سے بڑھتا تھا کہ چودھوین رات کے چاند کو بھی مکھڑا دیکھ کے چکاچوند آتی تھی اُس جنگل مین اُسکے حُسن کی یہہ جھلک تھی کہ ہزار پردون مین چھپاے نہ چھپے

اس حُسن و جمال پر اب بیان اُسکے پہناوے کا جو کیجئے تو سُنکر گُل چمن مین اپنے گریبان پھاڑین اور گلا اُنگا دیکھکر معدن و دریا مین جہان تک گوہر ہین حسرت سے اپنے تئین جوہر کرین

اگرچہ حُسنِ خداداد لباس و زیور کے بند سے آزاد ہے کہ اِتنے اُسکی خوبی ہے نہ اُتنے اِسکی محبوبی لیکن نظاہر خوشنما ہے اور باطن مین تو دِل کی لُبھانے والی ہر آن ادا ہے

کہتے ہین کہ اُسکے بدن کی پوشش ہرن کی کھال تھی اور پونچھ بھی گلے مین ہار نہ تھا تب بھی گویا ہزاران ہزار بناؤ تھا لیکن جیون جیون وہ جوانی پر آتی تھی تیون تیون خوبصورتی اور سمان دکھاتی تھی جس کسی کی آنکھ اُسکے چاند سے مکھڑے پر پڑتی بے اختیار وہ یون کہتا تھا

مصور گر تیری تصویر کو چاہے کہ اب کھینچے
لگا وے چاند سارا ایک چہرے کے بنانے کو

یہاں اسکی یہہ صورت تھی اور منی وہاں جو راہ چلا جاتا تھا یہی اسکے دل میں سوچ وبچار تھا جیسی وہ قبول صورت ہے ویسا ہی کوئی مقبول پری پیکر ماہ جمال اسکا جوڑ ہو تو دونوں ماہ و مشتری کی مانند وصل کے برج میں قران پاویں

یکایک سنو اور قدرت خدا کی

ایک دن راجا دشمنت کسی جنگل میں شکار کو نکلا تھا ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑائے اپنی فوج سے ایسا آگے نکل گیا کہ اسکی سپاہ جو گرد و پیش تھی بہت پیچھے رہ گئی

جب اسپاس اپنے آدمیوں میں سے کوئی نظر نہ آیا اور دوپہر کی دھوپ سر پر پڑی اور وہ ہوا سے گرم بدن کو لگی تب بیتاب اور بیقرار ہوا اور وہ ہرن کہ چھلاوے کی طرح نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا اس جنگل میں کہ سکنتلا کی یہاں بود و باش تھی نمودار ہوا

راجا نے جھنجھلا اور طیش کھا تیر کو کمان کے چلے سے جوڑ کر

چاہا کہ اُسے نشانہ کرے ہنوز تیر قبضے سے کمان کے سر کرنے
نہ پایا تھا کہ آواز آئی تم راجا ہو اور ہم جتنے جنگل کے جوگی تپسوی
اور جتنے رہنے والے ہین کیا چرند کیا پرند تمہارے سائے مین
بستے ہین سبھون کے تم رکھوالے ہو ط مہاراج ہمارے
تپ بن کا ہرن ہے شکار مت کرو

جب جوگیون منیون تپسویون کی راجا نے یہہ بات سُنی ط تھہ
رکھہ گھوڑے کی باگھ لی اُن سب رکھیون نے آشیرباد دیا
راجا نے انکو ڈنڈوت کرکے یہہ پوچھا کہ گن کا یہان مکان
کونسا ہے ہم جاکر درشن کرین اور اُنکے قدم لین

یہہ سُنکر وے سب خوش ہوئے اور استھان اُنکا پاس
بتایا اور کہا تھوڑے سے دن ہوئے ہین کہ گن مُنی تیرتھہ کو گئے
ہین اُنہون نے ایک لڑکی کو بیٹی کرکے پالا ہے سو وہ اُنکے
مکان مین ہے جو مہاراج آپ وہان تلک جاوینگے تو کن مُنی
تیرتھہ سے آنکر سکنتلا سے یہہ بات سُن بہت خوش ہووینگے
راجا کے دل مین آگئی گھوڑے کو وہین چھوڑ پانو پانو
تب اُنکے استھان تلک گیا اِسمین وہین آنکھ جون پھڑکی

دل مین شاد ہوا کہ یہہ شگون اچھا ہی پانو جب آگے دھرا اُسکا یہہ پھل پایا کہ چھوٹی چھوٹی عمرون کی تین نازنین نظر آئیان لیکن اُنہون مین

جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

جمال و حسن و خوبی ایک ایک کی شہرۂ عالم جور و جفا و ستم مین اظلم لیکن جب دیدۂ غور و چشم تحقیق سے دیکھا ایک اُنمین ایسی نازنین ہی کہ جسکے گُل سے چہرے پر زُلفین جو سنبل سی ہوا سے جُنبش مین ہین تو کمر لچکی جاتی ہی اُسسے چمن رعنائی مین عجب بہار ہی اور ہر ایک اُن دونون مین سے نسیم صبا سی اُس پر نثار ہی

ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھہ

صبر رخصت ہوا ایک آہ کے ساتھہ

وہ اسکا ایسا محوِ دیدار ہُوا کہ بیخود ہوکر خاک پر گرا اور اپنے تن بدن کی کچھہ خبر نہ رہی کتنی ایک دیر کے بعد جس تس طرح سے جون آپ کو سنبھالا تو دیکھا کہ وُہ نازنین اپنے ہاتھون سے گھڑے پانی کے بھر بھر پودھون مین دے رہی ہی

وے دونون اُسکے ساتھہ کی سکھیان بھی اسی طرح پیڑون کو

سینچتی ہین جانکر یہہ بھی ایک طور کی بندگی خدمت اور پرورش درختون کی کرتی ہین اُن گل اندامون کے موے سر سے کہ سراسر غیرتِ سنبل ہین قطرے شبنم کے سے ٹپک رہے ہین اور تمام پسینے پسینے ہو رہیان ہین گویا حُسن کے دریا مین غوطے مار نکلی ہین

وے صورتین مورتون سی بار بار سر کاندھے کمر پر گھڑے لے لے آتیان ہین سانسین چڑھ جاتیان ہین اور منہہ اُتر اُتر جاتا ہی چہرون پر اُنکے ایک رنگ جاتا اور ایک رنگ آتا ہی کبھی نزاکت سے پانو رپٹ جاتا ہی کبھی بوجھہ سے بید کی مانند سارا بدن تھرّاتا ہی

نہ تھا اُسکو وہ رنج راحت سے کم
ہر ایک آن کرتی تھی چہلین بہم

درختون کی چھانون مین کھڑی ہو ہوکر اپنے اپنے جوبن پر ایک ایک مغرور تھی لیکن اُن سبھون مین شکنتلا اپنے حُسن وادا مین بہت دور تھی چمکاوٹ اُسکے چہرے کی عجب جلوے دِکھاتی تھی اور زلفین بکھری ہوئین منہہ پر اُسکے اِس

رنگ نظر آتیاں ہیں جیسے نمود دھوپ کی شعلے پر ہوتی ہے یا جیسی کچھ کچھ گھٹا سورج پر آجاتی ہے نگاہ بجلی تھی کہ نظروں میں کوندھ جاتی تھی اِس تپ پن اِس رنگ روپ سے سماں بندھا تھا

خجل دیکھہ کہ اُسکو ہوتا تھا ماہ
ٹھہرتی نہ تھی مہر کی بھی نگاہ

غرض کہ وُہ کن کے مکان میں آ بہن جلوہ افروزی ہر روش سے نونہالوں کو نہال کرتی تھی راجا نے اُسے دیکھ کر تعجب سے کہا کہ اگر ہم اِسے سرستی کہیں تو بین اِسکے کاندھے پر کہاں ہے اگر گورا پاربتی کہیں تو بھی نہ کہہ سکیں کہ آدھا مہادیو کا آدھا انگ اِسکا ہے یا لچھمی کہیں تو کیونکر کہیں وُہ چھاتی ہرشنو کی رہتی ہے ایک دم اُن سے جدائی نہیں سہتی اگر برہما یا منیکا یا رتی سوچیں تو وے جوانیں ہیں یہہ جو اِسکے نئے جوبن کا سن و سال ہے وے کب رکھتی ہیں

راجا یہ باتیں سوچ سوچ کر حیران تھا اور دل میں ہی کہتا تھا مگر یہہ کوئی حور ہے جو سراپا عیب سے دور ہے جان و

دل اسکا اُسپر فریفتہ ہوا ہوش و حواس سب گم ہوئے اُسکے
حُسن کے سمندر میں ڈوب گیا نگہہ کے دام میں زلفوں کے جال میں
دل یوں پھنسا کہ پھر رہائی جنجال ہوئی
نقشہ اُسکی صورت کا لوح دل پر کھنچ گیا آئینے کی مانند یہہ سراپا
محو کے عالم میں تھا جدھر جدھر نگاہ اُسکی پھرتی تھی اُسکا جی چلا جاتا تھا
غرض کہ یہہ بن داموں کا غلام ہوا اور تیغ عشق سے
کام تمام ہوا کبھی مجنوں کی مانند اُس لیلی منش کا شیفتہ تھا
اور کبھی فرہاد سا اُس شیریں ادا کا فریفتہ

تیغ مژگاں سے جو سینہ سر بسر غربال تھا
دل برنگ نقش پا ہر ہر قدم پامال تھا
اشک تھے آنکھوں سے جاری لب پہ تھا شور و فغاں
آہ اس دل دادۂ اُلفت کا یہہ احوال تھا

جب کبھی ہوش میں آتا اتنی بات زبان پر لاتا آنکھوں نے تو
اُسکے حُسن کی دید کی کان آواز پر لگ رہے ہیں سخن کے موتی
جو وہ زبان سے پروے کان صدف سے پُر دُر ہوویں سو
یہہ کیونکر آرزو دل کی بر آوے درختوں کی آڑ اور اوٹ میں

Preface by the Publisher

The celebrated drama entitled "Sukoontula Natuk" was first trans-lated in verse, from the original Sunskrit into the Brij Bhakha, by Nawaz a famous poet, by order of Moole Khan bin Fidaee Khan, the courtier and General of Furrookh-siyur, the Emperor of Hindoostan, who ascended the throne of Delhi in the year 1713.

In the year 1801, the poet Mirza Kazim Jawan, with the assistance of Lulloojee Lall (Surnamed Kub or a poet) translated this work from Brij Bhakha into the Hindoostanee

چھپا چھپا وہ تو گرفتارِ دامِ محبت تھا اِس سوچ مین کھڑا تھا دیدار اُسکے حُسن کی کرتا تھا سرد آہین حسرتون سے بھرتا تھا لیکن اُنہین کِسی کی نگاہ اُسپر نہ گئی

اِتنے مین سکنتلا سے دونون سکھیان پوچھنے لگیان تو جو اِن درختون کو سینچتی رہتی ہی کیا مُنی کو یہہ تجھ سے بھی بہت پیارے ہین تو تو اُنکی جان سے بھی چاہتی زیادہ ہی سو تجھکو اُنہون نے کیون اُنکی خدمت کو مُقرّر کیا ہی خُدا نے تجھے یہہ شکل و شمائل دی ہی کہ کوئی حُسن و ادا مین تیرے مقابِل نہین یہہ نزاکت اور کامنی پن تیرا کہ لوگ چشم و دِل اپنے تیری راہ مین فرش کرتے ہین پانو تیرے اپنے سر پر دھرتے ہین تیرا بدن اِس محنت اور مشقّت کے لائق نہین سکھیون نے جب ایسی باتین کہین سکنتلا نے جواب دیا مین آپ دل و جان سے پرورش کرتی ہون آخر ایک دن اِسکا پھل پاؤنگی جو کوئی چھانو مین اُنہون کی آنکر بیٹھیگا مُجھے یاد کریگا کچھ مُنی کے کہنے سے خدمت اُنکی نہین کرتی ہون بلکہ مین آپ دھیان اُنپر دھرتی ہون مجھکو خود اُلفت ہی۔

یہہ کہا اور ہرن کے چمڑے کی وہ انگیا جو چھاتیوں پر کسی ہوئی تھی
اور پھول سے اسکے بدن میں گڑ گئی تھی جب ہاتھہ سے کھولنے لگی
نہ کھلی تب انسویا سے وہ بولی پریم ودا نے کسکر میری انگیا باندھی
ہی تُک تو اسے ڈھیلا کردے

جوں اسنے بندوں کو ڈھیلا کردیا پریم ودا کھلکھلا کر اور جھنجلا کر
بولی گھڑی گھڑی کی کھول موند کیا کریں جوانی کے زور سے
بدن تیرا بڑھتا ہی اور ابھار چھاتیوں کا ہوتا جاتا ہی ہمارا
گلہ تو کرتی رہتی ہی اپنی طرف نہیں دیکھتی کہ تیرا بدن کچھہ کا
کچھہ ہوا جاتا ہی

یہہ بات سنکر وہ نہایت شرمائی پھر اسی اپنے کام میں
لگی تب ایک بھنورا پھولوں پر سے اڑکر منہہ پر منڈلانے لگا
اور خوشبو پاکر اسکے نازک ہونٹوں پر جو گلاب کی پتی سے
تھے پھرتا تھا وہ سسکیاں لے لے جھڑکتی تھی اڑ جاتا تھا
پھر آ بیٹھتا تھا تب جھجھکر اور گھونگھٹ کرکے سکھیوں کی
طرف دوڑی اور وہ بھنورا بھی گونجتا ساتھہ لگا رہا

دیکھہ کر بھنورا برنگ گل وہ اسکا روی خوش

دِرِ گرد تھا اور لے رہا تھا اسکی ہر دم بوے خوش

راجا یہہ تماشا دیکھہ رہا اور من ہی من مین بھنورے سے یہہ کہا تیرے سے کہان طالع میرے کہ اسکے گرد پھرون اور آن آن لب و دہن سے اسکے مزے لون کاش مین بھی تجھہ سا ہوتا جو آرزو میرے دلکی ہی خاطر خواہ بر آتی اور تجھہ کو دور سے بھی اسکی بو باس نہ لینے دیتا

کیا کرون جو بے پر و بال ہون اسی حسرت سے نقش پاکی طرح پامال ہون تو اُڑ کر پاس جاتا ہی گویا خوشی کی باتین کہہ اُٹھے لگن لگاتا ہی وہ تجھے ناز و ادا سے جھڑک کر جھٹک دیتی ہی اور خفا ہو ہو منہہ پر گھونگھٹ لیتی ہی تس پر تو وہین منڈلاتا پھرتا ہی اور اُسکے ہونٹھون سے رس لیتا ہی ہم دور سے چھپ چھپ کے یہہ رنگ دیکھہ رہتے ہین آگے جاتے ہوئے خاطر نازک سے اُسکی ڈر آتا ہی دھن تجھے ہم کس کام کاج کے ہین

تیرے سے کہان ہین ہمارے نصیب
یہہ ممکن نہین جا سکین ہم قریب
کھڑے تکتے ہین دور سے آن آن

ہر ایک آن پر گوں نکلتی ہے جان

قصّہ کوتاہ اپنے دل کی باتیں رشک کے مارے کر رہا تھا اور وہ معشوقیت سے اُس بھنورے کو ہزار عشوہ و کرشمہ دور کر رہی تھی پر وہ اُسکی باس پر پاس سے نہیں سرکتا تھا پھر کہنے لگی مجھے اِس جنگل میں اِس بھنورے نے ستایا پھر چلّائی کہ سکھیو تم میرے پاس آو اِس بدبخت سے میں چھڑاؤ یہہ ہونٹھوں پر میرے منڈلا رہا ہے ٹالے سے نہیں ٹلتا اِس سے میرا بس نہیں چلتا

سُنتے ہی سکھیاں دوڑی آئیاں اور یہہ رنگ دیکھ ہنس ہنس کر کہنے لگیاں کہ ہمیں تونے ناحق بُلایا اِس بپتی سے ہم کیوں کر بچاویں راجا دشمنت سے فریاد کر وہ اِس تپ بن کا رکھوالا ہے

راجا کا نام سُنتے ہی پکار اُٹھی اور وہ اُن درختوں سے نکل پاس آکر کہنے لگا یہہ کہو تمہیں کسنے ستایا راجا کو دیکھتے ہی یہ بن مول بِک گیاں اور شرم کے مارے گھونگھٹ کر کے جھک جھک گئیں کچھ ڈریں گھبرائیں بیقراری سے ایک جاگہہ کھڑی نہ رہ سکیاں

حیرت سے آگے بھی پانوٗ نہ پڑ سکا بھیچک سی ہو گیئن
کچھ بول نہ سکین

تب اُنمین سے انسویا نے دِل کڑا کر راجا کو جواب دِیا کہ جسکی
دہشت سے ظُلم کا نوٗ نام نہین ہی اور عدل یہہ ہی کہ گاے
اور شیر ایک گھات پر پانی پیتے ہین اُس تپ بن مین شوق
ذوق سے تپسوی لوگ جپ تپ کرتے ہین کوئی ورند گزند نہین دیتا
کسی نے کسی کو آج تک نہین ستایا

یہہ بھولی نادان ہی نادانی اور بھولے پن سے بھنورے کو دیکھہ
پکار اُٹھی ہم اُسکے راج مین نذر ہین کون ہمین ستا سکے اور
کون آنکھہ دِکھا سکے

یہہ سُنکر راجا نے کچھہ اپنے تئین بنا اور مُسکرا اور سکنتلا کی
طرف دیکھہ کر پوچھا کہ تمھارے نونہال درخت سرسبز
اور ہِرن کے بچّے اچھے ہین

اِتنی بات کے سُنتے ہی اُسکے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور
سارا بدن شرم کے مارے کانپنے لگا مُنہہ سے کچھہ بات نہ نکلی
حیا کے مارے نیچے نظرین کرلین

تب انسویا نے اُسی وقت سے تھوڑا سا دریافت کرکے بخاطر داری اُسکی طرف سے یہہ کہا کیون نہو اب خیر ہماری جو تم سے نیکبخت رکھوالے ہون تم جو پاؤن پاؤن یہان دوڑے آئے ہو پسینا تمھارے منہہ پر آگیا ہی درختون کی چھانو تلے دم لو ہم تمھارے ہاتھہ پاؤن دھوویں ہم نے قسمت سے تمھارے قدم دیکھے آج کے دن تم ہمارے مہمان ہو

سکنتلا سے کہا تو کیون نادان بنی ہی ٹھنڈھا پانی لا اِس اپنے مہمان کو پلا راجا نے مسکرا کر کہا ہمین کچھہ درکار نہین تمہین دیکھہ کر ہمارا کلیجا ایسا ٹھنڈھا ہوا کہ جو کچھہ پیاس سب جاتی رہی تمھاری میٹھی میٹھی باتون سے یہہ ہم نے مزہ پایا کہ یہی ہماری مہمانی تھی تم بھی پانی سینچتی سینچتی تھک رہین ہو سب ملکر اِن درختون کی چھانون مین بیٹھو اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا لو

تب ہنسکر انسویا سکنتلا کی طرف دیکھہ کر بولی ہمارے یہان انو تھے مہمان آئے ہین انکا ڈر کچھہ مت کر انکی باتون پر کان دھر سکھیون کی سنکر یے باتین حسن وادا کی کر کر گھاتین راجا اور سکنتلا چھانون مین درختون کی بیٹھے ایک کی طبیعت ایک کی طرف

آئی ہوئی اور مہر و مُحبّت دِل میں سمائی ہوئی قسمت سے اُن دونوں کی اُس جنگل میں مُلاقات ہوئی دونوں کے دِل کی گِرہ کھُلنے کی کیا اچھّی بات ہوئی

گرہ جوں غنچہ ہر دل کی ہوئی وا
بہم دونوں گُل و بُلبُل تھے گویا
وہاں بیٹھے جو تھے وے خُرّم و شاد
بہم قیدِ دو عالم سے تھے آزاد
نظارے میں تھا گو سرگرم دیدہ
ولے آپس میں تھا ہر ایک نہ دیدہ

ایک ایک سکھی اُن میں دیکھ دیکھ محوِ دیدار تھی بلکہ کام دیو اور رتی سے کرَوڑ کرَوڑ اُنپر وار کر آپ اُنپر نثار تھی ظاہر میں سکنتلا دزدیدہ نِگاہوں اور نیچی نظروں سے راجا کو دیکھ رہی تھی

تب راجا نے اُنسے یہہ بات کہی تم تینوں کا بھلا سنجوگ ہوا ہے رنگ روپ ایک سا عُمر میں برابر جانیں ایک بدن جُدا جُدا ہے

یہہ راجا کی ان مول باتیں سُنکر انسویا بولی دھن ہی اُس
دیس کو جہاں سے تم آئے ہو مُنیوں کے جگنیوں میں جو دیو
خلل کرتے ہیں تم نے بچایا صاف کہو تم کون ہو دیو یا گندھرب
یا کامدیو ہو کچھہ تو ہمیں بتاؤ مہربانی کر کے ہمارے دل کی دُبدھا
مِٹاؤ اور اپنا نام جتاؤ
راجا نے کہا ہمیں راجا دُشمنت نے بھیجا ہی اور یہہ فرمایا ہی
کہ رِکھی لوگوں کی خدمت اور رکھوالی کیا کرو رات دن ہم بن بن
میں پھرتے ہیں راجا دُشمنت کے چاکر ہیں
یہہ بات کہہ کر راجا چُپ رہا اگرچہ اُسنے صاف اپنا نام
نہ بتایا در پردہ یہہ بات کہی پر انسویا کو یقین ہوا کہ راجا یہی ہی
تب ہنس کر کہنے لگی اب منی سب نچنت ہوئے کہ اپنا رکھوالا
اور خاوند سر پر رکھتے ہیں تم جیسا رکھوالا جو سر پر آیا بھلا
تم نے آکر ہمیں درسن دِکھایا ہم لوگوں کو نوازا اسکی باتوں سے
اُسنے بہت مزہ اُٹھایا اور لذت پاکر اُس سے اور دوسری
سکھی سے کہا سکنتلا کو خدا نے اپنے ہاتھوں سے بنایا یہہ جو
ایسی نازک اندام قبول صورت ہی مُنی اسکی شادی کردیگا

یا صاحب کی بندگی کرو اور دیگار یا صنت کیونکر ہوگی اُسّے
اُٹھہ نہ سکے بارِ نزاکت جسّے

یہہ ایسی نظر آئی نازک بدن
گرانی کرے جس پہ بوے سمن

انسویا نے جواب دیا کہ ہمنے اپنے دل میں ٹھانا ہی
جیسی سکنتلا ہی جو کوئی ویسا ملیگا اور یہہ بھی اُسے قبول
کریگی اُسے ہم شادی کردینگے

بات جب یہہ زبان پر آئی
وہ گلندام سُن کے شرمائی

راجا بولے سکنتلا جیسی ہی ویسا تو ملنا معلوم اُسکا ثانی
دُنیا سے ہے معدوم جبسی گلبدن سے اُسکے دل کا کنول کھلیگا
ایسا باغ جہان میں بر کہان سے ملیگا تمام ملکوں میں ہمنے
ڈھونڈھا کریگا اور ساری عمر اِسی آرزو میں مریگا

نہ پاویگا کوئی ایسا جہان میں
زمین سے جائیگا گر آسمان میں

سکنتلا دُکھہ تنہائی کے سہیگی اور زندگی بھر بن بیاہی

رہینگی پھر انسویا ہنسکر اس شعور داری سے بولی اور اسکے غنچۂ دل سے گرہ کھولی کہ جب خدا اچھے دن لاتا ہی دل کا مقصد گھر بیٹھے ہی مل جاتا ہی تم جیسے لوگون کا جب یہان قدم آیا اُن کے من کا مطلب پورا ہوا

راجا یہہ بات سُنکر بہت خوش ہوا اور سکنتلا نہایت شرمائی پریم ودا مسکرائی اور اسکے کان سے جا لگی چپکے چپکے کہتی تھی تم آج ہی بیاہی جاتی ہو کیا کرین کس منی آج کے دن گھر مین نہین

وہ شرمائی جاتی تھی اور یہہ باتین ایسی ہی سُنائی تھی ترچھی نظرون سے راجا کو دیکھ رہی تھی راجا کی آنکھ سکنتلا سے لگی وہان فوج ڈھونڈھتی ہوئی جنگل مین بھولی بھٹکی آخرش ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے سپاہ کا وہان گذر ہوا جہان یون بہم ناز و ادا کی فوجین تل رہی تھین اور آپس مین یہہ رد و بدل ہو رہی تھی

فوج کے پیرے کے پرے جب نزدیک آئے اور ہر ایک نے گھوڑے اُدھر کو اٹھائے گرد زمین سے آسمان تلک گئی شور چارون طرف بلند ہوا جنگل کے جانورون نے کیہہ گھبرانے کو فراول دوڑے

هو الكافي

داستان سکنتلا ناتک

جسکه

یہہ کتاب نایاب تھی اور اسکا ایک نسخہ جو جان گلکرسٹ صاحب بہادر نے

انگریزی حرفون مین لکھکر

صاحبان نوآموز کی تعلیم کے لئے دار الریاست کلکتے مین چھپوایا تھا

سو اس حقیر کے ہاتھہ لگا

تو نیازمند درگاہ کریم بہمن جی ابن ڈوسابھائی منشی نے

کئی خواہشمندون کی فرمایش سے اسے فارسی حرفون مین لکھکر

جزیرۂ معمورہ ممبئی مین

میرزا حسن کاشانی کے چھاپے خانے مین سنہ ۱۸۴۱ عیسویہ مین

چھپوایا

اِس طور سے اور اِس طریق سے وہ سپاہ اُسکی شکار کرتی ہوئی
وہان تک پہنچی
تپسوی لوگون نے فریاد مچائی کہ اپنے اپنے جانورونکی رکھوالی
کرو یہہ شور و غل سُنکر سکھیان اپنے جی مین گھبرائیان دِل
دھڑکنے لگے ہر ایک کا چہرہ پھول سا کمھلایا راجا خوشی کی
باتین کرنے نہ پایا دِل مین اپنے اُس فوج کے آنے سے بہت رُکا
انسویا دہشت کھاکر راجا سے بول اُٹھی تم بیٹھیو
یا جاؤ ہمارا کلیجا تھرتھراتا ہے ہم اپنے مکان مین جاتیان ہین
تُم مِہربانی کرکے ہمارے مکان مین آئے تُمھاری خِدمت ہمین لازِم
تھی سو ہم خِدمت کئے بِن رُخصت ہوتی ہین یہہ بات کہتے بھی
ہمین شرم آتی ہے ہم سے رُکاوٹ دِل مین مت کیجو پھر ایک
بار ہمین درسن دیجو
سکنتلا کو تھام اور ہاتھ مین ہاتھ لیکر وہان سے گھر کو چلیان
جُدائی سے دونون کے دِل مین بےکلیان ہوگیان وے اُدھر
چلین اور راجا فوج کی طرف چلا جون جون وہ آگے جاتا تھا
دِل اُسکا پیچھے رہا جاتا تھا

پانوں جب وہ رکھتا تھا آگے بڑھا
دل کی کشش لاتی تھی پیچھے پھرا

ہر ہر قدم پر اُسکا یہہ حال تھا اور سکنتلا کا عجب احوال تھا اپنی کف پا سے جو برگ گل سے نازک تر تھی کانٹے نکالنے کے بہانے جابجا ٹھہر جاتی تھی اور کبھی انچل اُسکا بیقراری سے جو خاک پر گرتا تھا کھڑی ہو ہو اور سنبھال سنبھال آپ کو اُٹھاتی تھی اور کبھی بال سر کے جو آشفتہ سری سے مُنہہ پر بکھر جاتے تھے ۔ سُنبل کا سا دستا بناکر اِسی حیلے سے باندھ کر جوڑا آگے پانوں بڑھاتی تھی کبھی نظریں بچاکر سکھیوں کے پیچھے پھر کر راجا کو دیکھ لیتی تھی

اِسی طرح ہر ہر قدم راہ تھی
کبھی نالہ تھے اور کبھی آہ تھی

یوں ہی لگن لگائے ہوئے وہ اپنے ستھان میں گئی قالب میں گویا جان نہ تھی

نہ تھا دل کو آرام نے شب کو خواب
شب و روز تھا اُسکے جی کو عذاب

شرم کے مارے سکھیوں سے بھی نہ کچھ کہہ سکتی تھی دل کا درد
دل ہی دل میں رکھتی تھی تیر کاری یا تیز کٹاری کلیجے پر لگے تو سو رہا
سہتے ہیں پر نئی جدائی کا دکھ کسی سے سہا نہیں جاتا
کون کہے سے بات یہہ مانے جس پر بیتے وہی جانے جہاں وہ اکیلی
جا کر بیٹھتی ساون کی سی جھڑی لگاتی اسکی یہہ حالت تھی کہ سب
رنگ بدن کا زرد تھا دل اور جگر میں درد تھا داغ سے سینہ
سارا جلا تھا شور جنوں سے سر میں اٹھا تھا

خون ناب جگر دیدۂ گریاں سے بہے تھا
اور نالۂ جاں سوز ہی دم ساز رہے تھا

یہہ آگ جو اسکے بدن میں لگ رہی تھی رو رو کر آنسوؤں سے
بجھاتی تھی اسکا تو ہر دم یہی حال تھا اور راجا کا بھی عجیب
احوال تھا دھیان میں اسکے وہ حیران رہتا تھا اور ایسا
دم بخود تھا کہ کسی سے درد دل کا بھی نہیں کہتا تھا

حسرت سے ہر ایک سو وہ حیرت زدہ تکتا تھا
سکتے کا سا عالم تھا کچھ کہہ نہیں سکتا تھا

سکندا سے جو اسنے دل اٹکایا پل مارتے وہ راج اپنا سب

بھلا یار ات دِل مین کل ایک دم بھی نہین پڑتی تھی اُسی کا دم
بھرتا تھا ئی لگن نے اُسے گھر جانے نہ دیا تپ بن کے پاس ڈیرا کیا
خاک پر سِر اپنا پٹکتا تھا مُنی لوگون سے ڈر کر بول نہین سکتا تھا
کہ کہین یہہ بد دُعا نہ دین عشق کی آگ سے جلتا تھا اور دِل مین اپنے
کام دیو سے کہتا تھا تو بڑا کم بخت ہی نہایت بے انصافی تو نے یہان
آکر کی من سے تو اُپجا اِس لئے تیرا نام منوج ہی اسی من کو تو کیا جلاتا ہی
اِس طرح کام دیو کا گلہ کر کے چاندنی رات کا عالم دیکھ کے
کہنے لگا وُہ مہ پارہ مجھ سے جُدا ہی تو ای چاند اپنے جلوے
دِکھاتا ہی عاشقون کو آتِش حسرت سے جلاتا ہی اُنکی آہِ
جان سوز سے نہین ڈرتا
سمندر سے تیری پیدائش ہی کیون دِل مین تو آگ لگاتا ہی
اور سمندر بھی تیری اِن حرکتون سے نہین شرماتا؟ دِل مین تو جو
جلن ڈالتا ہی یہہ تیرا قصور نہین بلکہ یہہ گُناہ راہو کا ہی جو تجھے
نگل کر چھوڑ دیتا ہی تجھے جو آبِ حیات کا چشمہ کہتے ہین وے
دیوانے ہین
خیال مین اُسکے بیقراری سے یے باتین کر رہا تھا کہ کِسی مُنی نے

دو چیلے اُسکے پاس بھیجے راجانے سُنتے ہی بُلالیا اُن دونون نے

اسیس دی راجانے ڈنڈوت کرا اُو بھگت کی تب وے بولے

بِناکن بن سُنا ہے ہمارے یہان ہوم ہوتا ہے دیو آنکر خلل

کرتے ہین یہہ عرض منیون نے کی ہے

وہ آپ ہی اُودھر جانے کا ارادہ رکھتا تھا یہہ بات سُنکر بہت

شاد ہوا اور خوشی خوشی تیر و کمان ہاتھہ مین لیکر تپ بن مین گیا

رکھیون کی رکھوالی کرنے لگا بروگ اُسکے دل مین سکنتلا کا تھا

تپ بن مین اُسے ڈھونڈھنے نِکلا

ازبسکہ گرمی کے دِن تھے جب دوپہر کو سورج تپنے لگا اُسکے

دِل مین یہہ سوچ ہوا سکنتلا مدھومالینی ندی کے کنارے اِس

کڑی دھوپ مین کھڑی ہوگی

جب اِس داغ سے اُسکا سینہ جلا

نہ آئی اُسے تاب آگے چلا

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے جو اُس طرف گذر ہوا۔ دیکھا کہ

تالابون مین کنول پھول رہے ہین ہر ہر پھول پر بھنورے

منڈلاتے اور گونجتے ہین

ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی چلی ہے وہان
جہان تک کہ جاے نظر ہے سمان

مور بول رہے ہین کوئل کوک رہی ہے درختون کی گھنی گھنی ڈالیان جھک جھک رہی ہین گہری گہری چھانو چھا رہی ہے کنول کی پتیون کی سیج بچھا کر سکنتلا لیٹی ہے پر وے گویا تمام کانٹے ہین جو تلے بچھے ہین ایک کروٹ اُسے چین نہین برہ کے درد سے بیکلی ہے درد سر سے صندل ماتھے پر لگا ہے سکھیان کنول کی پتیون کا پنکھا بنا ہلاتیان ہین اگرچہ سخت بیتاب ہے پر نزاکت سے بہانہ کرتی ہے کبھی دھوپ کی تپش سے کبھی سموم کی شدت سے گِلہ ہے سکھیون سے تِس پر بھی چھپاتی ہے بیکلی دِل کی زبان پر نہین لاتی کبھی کہتی ہے گرمی سے میرا عجب حال ہے جنگل سے دِل وحشت کرتا ہے اور جی میرا نہایت ڈرتا ہے

سکھیون سے وہ یون کہہ رہی تھی اِتنے مین وہان راجا آئے جدھر سے یہہ صدا آتی تھی اُدھر کان لگائے نِگاہ جب اُسپر گئی دیکھا لباس بدن کا میلا گریبان برنگِ گل سراسر چاک تن پر

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.

جمی ہوئی جنگل کی خاک لب خشک چشم تر اشک ارغوانی چہرہ زعفرانی بیتاب بیقرار حیران پریشان خاطر عجب احوال سے نالہ وزاری کرتی ہوئی

راجا کے دل میں یہہ آئی ابھی اِسے دکھائی نہ دیجئے پہلے اُسکی سب باتیں سُن لیجئے یہہ کہکر گو کہ راجا اُن درختوں کے اوجھل کھڑا تھا پر سکنتلا سکھیوں سے اپنے دل کی لاگ ظاہر نہ کرتی تھی

انسویا نے شعورداری سے دریافت کر کے کہا کہ جس دن سے وہ بن کا رکھوالا منہہ دکھا کر پھر نہ آیا اُسی دن سے تو ہنسنا بھول گئی اور دن رات اُداس رہتی ہے ہر چند کہ آتش ہجر سے جلتی ہے پر شرم کے مارے کچھہ نہیں کہتی پریم ودا اُسکی یہ باتیں سُن افسوس کر سکنتلا سے واشگاف بھید پوچھنے لگی کہ سوا ہمارے تمھارے یہاں کوئی اور نہیں ہم سے کیوں دردِ دل چھپایا ہے

احوالِ دلِ زار کو اب تو زبان پر
باقی نہیں کچھہ آئی ہے غافل تری جان پر
بس جانے دے اب کام نہ تو شرم کو فرما

رکھہ مہرِ خموشی نہ لب و کام و دہان پر

گو کہ نہین کہتی تو پر یہہ چشمِ تر رنگِ زرد اور آہِ سرد جو دم بدم بھرتی ہے تمام آثار عشق کے اِن طورون سے ظاہر ہین صاف اگر تو زبان سے بیان کرے تو شاید کچھہ ہم سے تدبیر ہو اُسکا ہم علاج کرین

تیرا یہہ رنگ دیکھہ کر جان مین جان ہماری بھی نہین دل گھبراتے ہین ہوش حواس اُڑ جاتے ہین رونا چلا آتا ہے دم نکلا جاتا ہے خدا کے واسطے نادان مت ہو اپنے حُسن و جوانی کو دیکھہ کیون خاک مین اپنے تئین مِلاتی ہے

جو کچھہ ہمکو کہنا تھا ہم نے کہا
نہ ایک بار اب بلکہ وہ بارہا

ایک تو رو رو بلائین لیتی تھی دوسری صدقے ہو ہو جان دیتی تھی دیکھہ دیکھہ اُنکا منہہ وہ آئینہ رو جو سراپا حیرت کی شکل بن گئی تھی دمِ سرد بھر کر کہنے لگی تم دونون میری جان سے زیادہ عزیز ہو اور سر سے پاؤن تک عقل و ہوش و تمیز ہو کیا کہون مین اور کیا سُنون مین جو کچھہ میری جان پر گذرتی ہے اُسے خدا

یا میرا دِل ہی جانتا ہی ہر چند کہ تم میرے دُکھہ کی شریک ہو
لیکن اِسواسطے نہین کہتی اگر تو مین آپ مرتی ہون تِس پر
تم دونون کو بھی کڑھاون مصرع
گذرتی ہی جو کچھ گذرنی دو مجھہ پر
یہہ سُنتے ہی اُنہون نے اپنے گریبان چاک کئے اور خاک بر سر ہر ایک نے
اپنے تئین پٹک پٹک دیا اور کہنے لگین ہماری زیست تیرے
دم کے ساتھہ ہی جب تیری یہہ حالت ہوئی ہم جی کر کیا کرینگین
تب وہ اور بے حواس ہوئی چارہ نا چار بیان
کرنے لگی جب سے صورت دکھا کر گیا ہی وہ بن کار کھوا لا تب سے
زخم جگر کا میرے ہی آلا کل ایک پل نہین پڑتی دِل کو بیکلی سے جان
لبون پر آرہی ہی شکل اُسکی انکھونکی پتلیون مین پڑی پھرتی
ہی یا تو اُسے کسی صورت سے دِکھاؤ یا میری زیست سے ہاتھہ
اُٹھاؤ کچھہ اور کہنے نہ پائی تھی کہ اشک کی انکھون مین یہہ طُغیانی
ہوئی دم بند ہو گیا ہچکی لگ گئی مصرع
دم بخود ہو کے پھر ہوئی خاموش
سکھیون نے اُسے خاک سے اُٹھا ہاتھہ منہہ دُھلا بہت

داستان سکنتلا ناٹک

دلاسا تسلی دیگر کہا سب آرزوئیں خاطر خواہ تیری ابھی بر آتی ہیں
اچھے وقت تو نے اپنے رازِ دل سے آگاہ کیا

وُہ راجا بن کار کھوالا جسکی چاہت سے تیری یہہ حالت بنی ہے
اُسے نگہبانی کے لئے رکھیون نے بلوایا ہے پھر وُہ اِس تپ بن میں
آیا ہے اور اُسے ہم نے دیکھا ہے کہ آثار تیرے عشق کے اُسکی
حالات سے ظاہر ہیں راہ گھر کی بھولا ہے وحشت زدہ پھرتا ہے
نہ وُہ رنگ روپ نہ وہ طرح طور ہے سوکھکر کانٹا ہوگیا

یہاں یہے باتیں ہوتیاں تھیں اور وُہ چھپا کر اُنسنتا تھا دیدۂ
حسرت سے دیکھ رہا تھا کہ وُہ معشوق عاشق مزاج اِس
طرح ناشاد خاطر بیٹھی ہے کہ اُسکے مہتابی مکھ نے آہ کی ہوائیاں
چھوٹ رہیں ہیں

سکھیاں اُسے بہلا بہلا کہتیاں ہیں کہ ہمیں یہہ تدبیر سوجھتی ہے تم
اُسے اپنے ہاتھہ سے خط لکھو سب اپنے دلکی حالت جو گذرتی ہے
زبانِ قلم پر لاؤ دیکھتے ہی خط کو اور مطلع ہوکر اُسکے مضمون
سراپا درد سے یہاں آویگا کام تغافل کو نہ فرماویگا اب
تو ھیل اِس میں مت کرو

بظاہر وہ شرمائی اور باطن میں خوش ہوئی پھر سکھیوں سے

کہا یہہ بات بہت اچھی ہے میرا بھی دل گواہی دیتا ہے یہی کیا چاہئے

پر یہہ بھی ڈر ہے کہ اگر خط کو پڑھکر تغافل کرے اور نہ آوے تو

ہمیں حسرت سے اور اِس غیرت سے جان ہی دینی پڑے

تب السویلنے جواب دیا سُکسنلا تو کیوں دیوانی ہوئی ہے جو

ایسا خیال کرتی ہے گھر میں کوئی دولت آئی ہوئی نہیں لیتا اور

دروازہ بند کر دیتا ہے جسے ایک چاہے اُسے دوسرا کیوں کر نہ

چاہے تمھاری محبت جو راجا کو یقین ہوویگی تو اپنی قسمت سراہیگا

وہ عاشق زار پھر کہنے لگی یہاں کاغذ و دوات قلم کہاں ہے جو

ہم نامہ لکھوں تب سکھیوں نے کہا کنول کی پھنگڑی یوں پر خون

دِل سے لکھہ کر بنیک صبا کے ہاتھہ جلدی روانہ کر کنول کی پاتی اُسنے

لِکھہ کر بنائی اور سکھیوں کو پڑھہ سُنائی اُنہوں نے جی لگا کر سُنی

لکھا تھا۔ ہم کیا علاج کریں مہر تمھارے دل میں

ذرہ نہیں دل ہمارا نظروں ہیں نظروں میں چُرالے گئے پھر دکھائی

نہ دئے سراپا تمھارا برگِ گُل سے بھی نازک تر برھما نے بنایا ایسے

بے درد اور سنگدل کیوں ہو

یہہ احوال سکنتلا نے سکھیون کو سُنایا اور راجا درختون سے
نکل آیا جلوہ اپنا دکھلا کر سکنتلا سے بولا جنگل مین رات دن
وحشی سا پھرتا ہون تمھاری محبت سے گھر بار تج کر بن باسی بنا ہون
جون راجا اُنکے پاس آکر یہے باتین کرنے لگا وے سب شاد ہوئین
سکنتلا تعظیم کو اُٹھنے لگی دُبلاپے سے ناطاقت دیکھ کر راجا
بولے یہہ جو حالت نظر آئی تمھاری معاف تمھین تعظیم ہماری
دیکھ کر یہہ جلنا تمھارا سلگ گیا سب کلیجا ہمارا ٹک ہاتھ لاؤ
ہم تمھاری نبض دیکھین مرض دریافت کر کے تدبیر کرین
پریم ودا بولی اچھی ساعت تم آئے تم نے ہمارے سب دُکھ
بھلائے سکنتلا کا بھی کوئی درد نہ رہیگا دیکھو نبض اُسکی
اور جو علاج چاہو کرو دیکھین ہم حکمت تمھاری
راجا مسکرا کر پاس جا بیٹھا اور سکنتلا بہت شرمائی دونو کی
ایک سی محبت دیکھ کر انسویا راجا سے بولی گو کہ آج تمھین اُسکی
چاہ ہے لیکن اُسکا تمھارے ہاتھ نباہ ہے
تم راجا ہو عورتین تمھارے یہان ان گنت ہین ایسا نہو کہ
اُسکی اُلفت دل سے بھلا دو اور جان داجد رکھنی ہے

کوئی اسکا اپنا مونس و غمخوار نہین جو کبھی تم اس سے غافل ہو گے اور اسکی خاطر نہ کرو گے پھر اسکا کیا حال ہو گا کیونکہ اسکی زندگی ہو گی اتنا کہکر وہ چپ رہی را جانے کہا افسوس کہ مین نے اسکی خاطر یہ حالت اپنی بنائی لیکن تمہین میری چاہت باور نہین آئی تم بد گمانی سے میرے حق مین یہ باتین کہتی ہو

نہ ہو گی کبھی کوئی مجھ سے وہ بات
جو کوئی کہیگا یہ کی اسنے گھات
کرونگا دل و جان اسپر فدا
رہے یاد تم کو یہ میرا کہا

مین اسکے ہاتھ جب آپ بک گیا سب اسکی چیزیان ہونگی جب سے مین نے اسے دیکھا ہے ہوش و قرار یک لخت جاتا رہا ہے گھر چھوڑ کر جنگل مین پھرتا ہون اسی کا دھیان آٹھ پہر رہتا ہے مین اسکا دل و جان سے عاشق زار ہون اور آن آن اسکے حسن و ادا پر نثار ہون غلام مجھے اسکا جانو میری اس بات کو یقین مانو

انسویا بولی راجا تم نے ہمارے دل کی اب دُبدھا مِٹا دی ہماری
خاطر جمع ہوئی بہت خوش ہوئیاں پھر ہنسکر انسویا نے پریم ودا
سے کہا ہرن کے بچے بھوکھے ہونگے اور اپنے ماؤن کی طرف حسرت
سے تکتے ہونگے اُٹھہ چل جلدی اے سکھی جو اُنہون کی ماؤن سے
اُنہیں ملا دیں

یہہ چھل کرکے دونوں سکھیاں چلیں تب خوف کھا کر سکنتلا
بولی تم خدا سے نہیں ڈرتیاں جو مجھے یہاں اکیلا چھوڑ کر جاتیاں ہو
وے کہنے لگیں تم ایک گھڑی اپنے پی کے پاس
اکیلی رہو اور اپنے اپنے من کی باتیں کہو یہہ کہکر دونوں نکل گئیاں
پھر سکنتلا بھی وہان سے گھبرا کر اُٹھی

راجا نے مسکرا اُسکی بانہہ گہکر کہا اِس دوپہر کی گرمی میں سورج
ایسا تپتا ہے جو پرند پر نہیں مار سکتے اور چرند بھی رِکھوں کی
چھاؤن میں سے باہر نہیں نکلتے تم اُٹھکر یہاں سے کہاں چلی ہو
تمہیں میرے پاس سونپ گئیں ہیں جو تمھاری پیاری سکھیاں ہیں
جو وے کام کاج کرتی تھیں مجھے فرماؤ کہو تو صندل گھس لاؤن
تمھاری پیشانی پر لگاؤن کہو تو پنکھا ہلاؤن

یہہ کہکر راجا نے ڈھٹھائی کی اور ہاتھہ پکڑ کر سکنتلا کو بٹھایا
چھاتی اُسکی دھک دھک کرنے لگی ہاتھہ لگانے سے اُسکے
بہت ڈری

خفا ہو کچھہ ایک پھریے باتین کہین
مہاراج یہہ تم کو لازم ہین
مجھے مت چھوڑ دیکھو مانو کہا
نہین خوب یہہ اِختلاط آپ کا

باپ ہمارا گھر نہین اور اب تلک بیاہی بھی نہین گئی انچل بھی نہین
گہا کسی نے میرا تمہین اگر اب کس خیال نے گھیرا

کرو درگذر ایسی باتون سے تُم
نہ پیش آو اِس طرح گھاتون سے تُم

باپ میرا جب گھر آویگا تم سے میرا بیاہ کردیگا کِلنک مجھے
مت لگاؤ میری بدنامی دھیان مین لاؤ نہ کرونگی سِوا تمہارے
شادی تمھین مین پہلے ہی قبول کر چکی اور تمہارے عشق کی اگ مین
سراسر پُھکی جلدی کیون ہو کرتے لوگون کے طعنون سے کیون
نہین ڈرتے

وہ پوتا راجون کی کتنی کنواری لڑکیاں بر پا کر گندھرو بیواہ کر
بیاہی گئیں دنیا مین انکی تعریف ہوتی ہے پھر اپنے ہاتھ مین اسکا
ہاتھ لیکر کہا آج سے ہم تمہارے ہو چکے اور تم ہماری ہو چکین
ہمارا تمہارا گندھرو بیواہ ہوا اگن منی کی دہشت دل مین کچھ مت
کرو وہ بہت اچھا اور نہایت سیانا ہے تیرتھ کر کے جب آویگا یہہ
بات سنکر دل اسکا نہایت سکھ پاویگا

جب کام دیو نے راجا کو بیکل کیا کام کی باتون سے اسکی حالت
اور ہی ہونے لگی سکنتلا شرمائی تب اسنے اسے بھینچکر ایسا
لگایا گویا وہ ایک جان اور ایک ہی قالب تھے حجاب کا پردہ
درمیان سے اٹھا اور کام دل حاصل ہوا

ادھر سے نیاز ادھر سے طرز دشنام ادھر سے سوال بوسہ اور
دل کا کام ادھر سے ادا و ناز سے ہر آن سسکیان ادھر سے اختلاط کی
گرمیان اسنے گلے مین ہاتھ ڈالا اسنے جھڑک کر چھڑا دیا

وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین اور درختون کی گہری گہری چھائین
کہ جہان یہہ چکور سا اس چاند سے مکھڑے پر والہ تھا اور وہ کویل سی
کوک رہی تھی خوشیان باہم ہو رہین تھین

اِس رنگ رس مین شام ہونے کو آئی گوتمی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے
وہان وارد ہوئی آواز اُسکی سُنکر سکھیان دوڑی آئین کہا
راجا کو جلد رخصت کرو سکنتلا نہایت ڈری راجا سے کہا کہین
تم اِن درختون مین چھپو بوا ہماری گوتمی یہان اب آویگی یہان سے
مجھے گھر کو لیجاویگی مجھے پھر کب دیدار دکھاؤگے اب کچھ نشانی اپنی
دیتے جاؤ جو اُسے ہم دیکھکر تسلّی دل کو دین

جب یہہ سکنتلا نے بات کہی راجا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے نشانی
اُسے اپنی انگوٹھی دی اِتنے مین گوتمی پاس آئی آواز اُسکے پاونکی
سُنکر راجا درختون کی آڑ مین ہو گیا سکنتلا بہت رُک کر سر مُنہہ
لپیٹ لیٹ رہی

گوتمی نے اُسے اُٹھایا اور پوچھنے لگی کچھ تیرے دل کی گھبراہٹ
گھٹی یا نہین تب اُسنے یہہ بات کہی کچھ درد اور بڑھا ہاتھ پکڑ کر
اُسکا وہ ستھان کو لیچلی

جب سکنتلا اپنے مکان مین گئی راجا کو دُکھ کے سمندر مین تھاہ
نہ ملی جس جگہہ سکنتلا کے ساتھ مزے اُٹھائے تھے وہ پھر وہان
آیا اور خالی سیج کنول کی پتیون کی دیکھکر خارِ جدائی دل مین کھٹکنے
لگے

لگے برہ کی تپ سے جلنے لگا اور دل ہی دل مین یون کہنے

کیا کرون کدھر جاؤن کیونکر کل پڑے مجھے۔ یہہ دکھہ اپنا کسے

سناؤن پھر کس شکل سے اُسے دیکھنے پاؤن جیون وہ جیوش سیج

سُنی دیکھتا تھا تیون تیون نیا درد دل دونا بڑھتا تھا ادھر

راجا کے دل مین محبت نے غم بڑھایا اُدھر سے مُنیون نے یون

شور مچایا مہاراج نے کیون ہماری سُدھ بھلائی جدھر تدھر سے

دیو دیتے ہین دکھائی اور دیکھنے سے اُنہون کی پرچھائین ہمارے

جگیہ مین خلل پڑتا ہے

مُنیون نے منت وزاری سے جب یہہ بات کہی وہ بروگی جوڑا جاتا تھا

سُنکر وہان دوڑا گیا پہر اُس بن مین رکھوالی کرنے لگا

اور احوال سکنتلا کا سُنو گونمی اُسکا ہاتھہ پکڑے ہوئے تو

مکان مین لائی پر اُسے برہ کا درد بھاری نہ اُٹھایا گیا سُدھ

بُدھ اپنی بھلادی سکھیون کا ساتھہ خوش نہ آیا اکیلی بیٹھہ کر

آنسوؤن کا مینہہ برسایا اور بنا دیکھے اپنے پیتم کے ذرہ بھی کل

نہ پڑی ایک ایک گھڑی اُسکو ایک ایک برس تھی

ازبسکہ وہ اُسکی نظرون مین سمایا تھا تمام جہان آنکھون مین

سوتا نظر آتا تھا جب کچھ ہوش میں آتی را جا کی انگوٹھی دیکھ پھر
بے حواس ہو جاتی سونے مکان میں سر جھکائے ہوئے سوچ میں
بیٹھی اور مانند نقشِ پا کی حیرت زدہ ہو کر نہ جا گہہ سے ہلتی نہ کہیں
اُٹھتی اُس نے پہاڑ دُکھ کا سر پر اُٹھایا جس طرح جان سے
بدن خالی ہو ویسا حال بنایا

کروں اور کیا اُسکی حالت رقم
کہ عاجز ہوئی یہاں زبانِ قلم

وہ اُسی تصوّر میں اپنی جان لگائے بیٹھی تھی کہ دُربا سا ایک رکھی
وہاں آیا دیکھا اُسنے کہ یہہ من ماری کسی کے دھیان میں مردے کی
حالت بنائے بیٹھی ہے

خبر دین و دنیا کی رکھتی نہیں
ہوا کیا خدا جانے اِسکے تئیں

تحقیق کہ اُسکی یہی صورت تھی نہ رکھی کے اِسکے آنے سے آگاہی
ہوئی نہ آنکھ اُٹھا کر اُسے دیکھا کہ یہہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے
نہ بستر بیٹھنے کو دیا نہ کچھ تعظیم و تواضع کی وہ دل میں اپنے بہت
رُکا اور خفا ہو کر ہٹ اُٹھا یوں سراپا کہ سراپا تیر آتشِ عشق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پری ہو یا انسان کسی کی کیا جان جو اُسکے شاہدِ حمد وثنا کے حُسن وجمال پر کرسکے نگاہ کلام معجز نظام احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا اُسپر ہی گواہ

کیا وہ جلوہ تھا جسے دیکھ موسیٰ آپ میں نہ رہ عشق ہی اُسکے حُسن کو کہ کوئی تو دیوانہ ہوا اور کسی نے اپنا جی ہی دیا

کون ہی ایسا جس کے دِل کو اُسکی نہیں ہی لاگ اُسی کا سوزِ محبت رکھتی ہی آگ

بزمِ حیرت میں مثالِ شمع ہر اہلِ نیاز
ای جوان رکھتا ہی کیا کیا دِل میں اپنے سوز و ساز

چلیگا اور جب کے دھیان مین تو بیٹھی ہی وہ تیری خبر نہ لیگا

یہہ سراپ دے کر رکھی تو وہان سے چلا پر اُس محوِ خیالِ جانان نے نہ جانا کہ وہ کب آیا تھا اور کب گیا بد دُعا اُسکی سُنکر دونون سکھیان دوڑیان اور جلد دُرباسا مُنی کے پاس آئیان اُنہون کے دل مین اُسکے سراپنے سے بڑا ڈر ہُوا

ازبسکہ اُنہون کو سکنتلا سے محبت نہایت تھی سمجھ بوجھ کر منت و زاری بہت کی پاؤن پر گر پڑیان ہاتھون کو جوڑ کر بولیان اِتنا غُصہ تمھارے لائق نہین اور یہہ جو اُسکی تقصیر ہی اُسے معاف کرو تم دریا کرم کے ہو اُسپر مہربانی کرو اُس بد دُعا جو کی ہی بدلے اُسکے نیک دُعا دو یہہ عاجزی ہماری قبول ہو جیسی یہہ کن کی بیٹی ہی ویسی تمھاری ہی

دونون سکھیون نے جب یے باتین کہین دُرباسا کو اُنکی منت کرنے سے رحم آیا کہا کہ جو انگوٹھی راجا اُسے دے گیا ہی جب وہ اُسے دیکھے گا تب اُسے یاد کریگا

یہہ کہہ کر اُس دُعاے بد کو دور کر کے وہ چلا گیا سکھیان خوش ہوئیان پھر آپس مین بولیان جو کچھ مُنی نے اِسکے حال سے خبر

دمی ہی جھوٹھہ نہ ہو گی اُسے کسی طرح انگوٹھی لیا چاہیے کہ کہیں
کھو نہ دے جب وُہ راجا کی یاد مین بے اختیار ہوگی تب اُسے
ہم دکھاوینگی اِس بھید سے ہم ہین تم ہین واقف ہین اُسے
ظاہر مت کرو اسے اور غم ہوگا کسی طرح جیتی نرہیگی ہیہ
آپس مین باتین کر کے سکنتلا کے پاس آئین دیکھا کہ فراق نے
اُسکی یہہ صورت بنائی ہی نہ کچھ آنکھون سے سوجھتا ہی نہ کچھ
کانون سے سُنتی ہی بیخود تصویر کی شکل ہو گئی ہی اِس
طرح سے اُسکی اوقات گذرتی ہی

نہ وُہ نور سے دِل کے آگاہ ہی
تصوّر مین اُسکے وہی ماہ ہی
نہ کُچھ شب کی تاریکی پر ہی نظر
وہی شکل ہی دھیان مین جلوہ گر

اگرچہ اُسنے اپنی یہہ حالت بنائی پر راجا کو اُسکی کچھ یاد بھی
نہ آئی مُنیون نے اُسے رُخصت گھر کو کر دیا تھا وہ اپنے راج مین
مشغول تھا دُرباسا رِکھی کی بددُعا نے ایسی تاثیر کی تھی کہ
راجا نے اُسکی سُرت بھُلادی

گئی دِنوں سکنتلا نے اِسی طرح مُصیبت کاٹی پھر حمل نمود ہوا

نہ اُسے کچھ بھاتا تھا نہ کچھ خوش آتا تھا دِن بدِن سوکھی جاتی تھی

بدن سارا زرد ہوا جاتا تھا نقاہت اور سُستی غالب ہوتی تھی

پچھلی باتیں یاد کر روکر کہتی تھی کہ راجا تونے ہماری اُلفت بھلائی

جاکر اور کسی سے آنکھ لگائی

اِس حالت میں یکایک تیرتھ نہا کر کن مُنی آن پہنچے اور وہ اُنہیں دیکھکر

حمل کے سبب نہایت شرمائی اور مُنی جب ہوم کرنے لگا آگ میں سے تب

یہہ آواز آئی کہ یہاں راجا دُشمنت آیا سُکنتلا سے گندھرو بیواہ کرا

لیا اُسی دِن سے اِسے پیٹ رہا

آگ سے یہہ صدا سُنکر مُنی دل میں بہت خوش ہوا اور وہ

جب ہوم کر چکا سکنتلا کو بُلایا سر سے پاؤں تلک لجائے

ہوئے اور نہورائے ہوئے وہ آئی مُنی نے اپنے پہلو میں بٹھایا

اور بہت سراہا

پھر کہنے لگا تونے مجھے اِسسے بہت خوش کیا اور بڑی فراغت

بخشی کہ جہاں میں تیری شادی کیا چاہتا تھا وہیں تو نے

گندھرو بیواہ کیا اب بن میں اکیلا ہونگا صُبح تجھے سُسرال کو

بھینجو نگا

وہ شرمائی اور سکھیاں بہت اداس ہوئیں سکنتلا
سکھیوں کے چہرے اس غم سے اترے دیکھ کر آنکھوں میں
آنسو بھر لائی

اتنے میں رات تمام ہوئی اور دن نکلا اُسے نہلایا دھلایا
اور جتنی رکھیوں کی عورتیں تھیں ملنے کو آئیاں گھیرے ہوئے
بیٹھیاں اسیس اُسے دیتی تھیں کہ تم اپنے دولہے کی پیاری
رہو دیکھ دیکھ تمہیں سوتیں تمہاری ڈاہ کی آگ میں جلتی رہیں تم
سُکھ کے مندر میں ہمیشہ بسو

ایسی ایسی پیاری اخلاص کی باتیں کہہ دعائیں دے اور
بلائیں لیکر رخصت ہو ہو اپنے اپنے مکان کو گئیاں سوا اُن
دونوں سکھیوں کے سکنتلا کے پاس اور کوئی نہ رہا گوتمی اور
وہی دو سکھیاں کام خدمت اسکی بجا لاتیاں تھیں

جدائی کی کوئی دم میں جو گھڑی ہوا چاہتی تھی یہہ سوچ کر
سکنتلا کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تب گوتمی نے پیار محبت سے
اپنی گودی میں بٹھا کنگھی کر مانگ نکال زلفیں بنا چوٹی گوندھی

اور سکھیون نے پھولون کے ہار ڈال بدھی پہنائی اور کہنے لگیان
کس سے کہین کہان سے لاوین جو بناسنوار گہنا اِسے سر سے
پانو تلک پہناوین اِس ناداری سے آنسو آنکھون مین بھر آئے
سکھیون پر یہہ حالت تھی کہ دو لڑکے رِسی منی کے آئے کہا کہ ہم جا کے
خاصے اور اچھے گہنے اور سنگار کی چیزین لائے اور آگے رکھکر
کہا کہ کچھہ سوچ مت کرو اِسے پہناؤ
سکھیان بہت خوش ہوئیان کہا کہ یہہ کہان سے آیا انکو اچنبھے
مین دیکھہ کر چیلون نے ظاہر کیا ہمین کن منی نے بھیجا تھا کہ تم بن مین
جاکر سکنتلا کے لئے پھول پھل توڑ لاؤ
ہم جو گئے تو وہان اور ہی گت دیکھی معلوم ہوا کہ یہہ گرو کا تصرف
ہے کہ کہین سیندور کہین کاجل پایا کہین مہاور اور پان پائے
اور بن دیوتون نے درختون سے ہاتھہ نکال گہنا کپڑے ہمین دئیے
گوتمی نے شگون نیک ٹھہراوے سوہے چٹکیلے کپڑے
اور گہنا پہنایا سکھیون نے مانگ مین سیندور بھر کاجل آنکھون مین
دے پاؤن مین مہاور لگا پان کھلائے
اِس رنگ سے بنی بنائی۔ جب تلک اور سنگار سکھیون نے کیا

تب ملک کن منی نہا کر آیا سکنتلا جدائی کے غم سے جو بیتابی بیقراری کر رہی تھی دیکھہ کر اُن بہت گھبرایا جی رُندھ گیا آنکھون مین آنسو بھر لایا خاطر نا شاد سے کہنے لگا

تن من بے چین ہی یہہ دکھہ سہا جاتا نہین اور اب بغیر اسکے بن مین رہا جاتا نہین اِسے بھی میری مفارقت سے تاب نہین شرم سے کچھہ بول نہین سکتی عجب سوچ مین ششدر کھڑی ہی جی نہین سنبھلتا آنسو آنکھون سے جاری ہین اِس طرح سُسرال چلی ہی اُسکی جدائی سے میرے بن باسیون کو یہہ غم ہوا ہی جیسے دُنیا دارون کو مُصیبت ہوتی ہی

مُنی اُسکی اُلفت سے یے باتین کر رہا تھا کہ سکنتلا باپ کا یہہ حال دیکھکر بے اِختیار ہو رونے لگی

مُنی نے پیار سے آنسو پونچھکر اُسے گلے سے لگایا اور اِتنی بات زبان پر لایا بس اب مت رو جی کو اپنے بیتاب ہو کر مت کھو تیرا اِس وقت رونا خوب نہین

پھر کہنو گوتمی تو اِسے کیون نہین سمجھاتی یہہ جو رو رہی ہی اِسے منع کر یہہ اچھی ساعت ہی ابھی اِسے ساتھہ لیکر جا پھر اپنے

دو چیلون کو بھی بلا سکنتلا کے ساتھ جانے کو مقرر کیا

گوتمی نے دلاسا دلبری سے سمجھایا اور آپ بھی ساتھ ہوئی آنسو آنکھون سے پونچھتی اور ہچکیان لیتی ہوئی وہ سسرال کو چلی تب سب جنگل کے درختون اور جانورون سے منی نے پکار پکار کہا تمھارے پھولنے سے بہہ خوش ہوتی تھی اور بیکلی سب جاتی رہتی تھی اور جب تلک تمہین یہہ نہ سینچتی تھی پانی بھی نہ پیتی کیاریان اور تھالے دن بھر بناتی جو اِس طرح تمھاری خدمت کرتی تھی سنو اب وہ سسرال چلی ہے

جب منی نے درختون سے یہہ بات کہی تب درختون پر کوئلون نے کوک مچائی وے جو کوکتی تھین گویا درخت نالہ وزاری کرتے تھے یہہ شورش اور اپنے اُن درختون کو دیکھ دیکھ وہ آنسو بھر لاتی تھی اور سکھیون سے کہتی چلی جاتی تھی اگرچہ راجا کی الفت میرے دل مین سمائی ہے پر اِس بن کی بھی ہوا میرے جی سے جاتی نہین اپنے ہاتھون کے درخت لگائے ہوئے دیکھ کر چھاتی بھری آتی ہے مین تو چلی پر انہین تمہین سونپے جاتی ہون

رو رو کر سکھیان بول اُٹھیان تو ہمین کس لیے سونپے جاتی ہے اِن

درختون کو بن تیرے کون دیکھیگا اور کسے حواس آوینگے نالہ وزاری آپس مین ہوتی تھی اور سکھیون کی چاہت سے رو رو کر جان اپنی کھوتی تھی کہ منی نے پھر اُسے سمجھایا تب سکنتلا نے آگے پانون بڑھایا

جُدائی سے اُسکی بن نے خاک اُڑائی موڑنا چنا

بھولے ہرنیون نے سبزے کا پھرنا چرنا چھوڑا چکارون نے اُدھر سے مُنھہ موڑا پرندون کے ہوش اُڑے بھونرے گونجنا بھولے اور جتنے جانور تھے سبھون پر اُس بن مین اُداسی چھا گئی جنگل کے رہنے ہارون کو بے حواسی آگئی جب وہ کوس ایک وہان سے آگے بڑھی تب منی نے یہہ بات کہی دن بہت چڑھ گیا ہی اب یہان سے اسے رخصت کرو اور تم اپنے اپنے گھر پھر چلو جو کچھ سمجھانا ہی اب یہین سمجھا لو آگے جانا مناسب نہین

کسی کو جدائی گوارا نہ تھی

قلق سے ہر ایک کا نکلتا تھا جی

منی نے سنبھال سنبھال سبھون کو وہان رکھا پھر اپنے چیلون کو کہا راجا دُشمنت کو سمجھا کے ہمارا سندیسا دیجو ہم تمھارے پوجنے کے لائق ہین اور تُم ہمارے سیوک ہو سکنتلا ہماری بیٹی ہی

اِسسے جی سے پیارا جانتا ہیں تم نے مکان میں نہ آنے دیا آپ ہی شادی کرلی اب ایسا کیجیو جو سکنتلا آرام سے رہے کیونکہ اِسکی بے چینی ہیں چین نہوگا راجا کو یہہ پیغام دیکر سکنتلا کے تئیں نصیحت کرنے لگا ساس نند کی خدمت کرنا خاوند کے اخلاص میں انکی فرمان برداری نہ بھولنا سوتوں میں ملی ملی رہنا اپنا بھید کبھی نہ کہنا اپنی قسمت پر مغرور نہوجیو خاوند کے حکم میں رہیو ایسا کام کیجیو جو گھر باہر کے لوگ تجھے نیکبخت کہیں میں نے جو یہہ نصیحت کی ہے اِسے دل میں یاد رکھنا ہمیں اب رخصت دے ہم اپنے بن کو جاوینگے اور سکھیون کو بھی وداع کر اگوتمی کو ساتھ لے

وہ اتنا سنکر منی کے گلے سے لگ رونے لگی تب اُسنے دلاسا دے رخصت کیا پھر سکھیوں سے ملکر روئی تب اُنہیں سراب دُرباسا منی کا یاد آیا

انسویا نے چترا ئی سے کہا راجوں کو راج کے سبب یاد بہت کم رہتی ہے اور مدت بھی گذری شاید وہ تیری یاد بھول گیا ہو انگوٹھی جو تجھے دے گیا ہے اُسی کو تو راجا کو دکھانا وہ اپنی نشانی دیکھ بھولی اُلفت یاد کریگا پر اُس انگوٹھی کی بہت سی خبرداری کرنا

ایسا نہو کہین گِر جاے

یہہ سُنکے سکنتلا اُسن ہوگئی پھر سکھیون سے کہا تُم نے جو مجھے

یہہ بات سُنائی اِسکا بھید مین نہین پاتی تم نے بات بہت بے ڈھب

کہی میرا دِل دھڑکتا ہی

سکھیون نے کہا دیکھہ دوپہر دن آیا ہمین رُخصت کر تو بھی آگے

پاون دھر گوتمی اور وے دونون چیلے رِکھی کے ساتھہ

گئے یے سب گھر کو پھر آئے پیچھے پھر پھر دونون طرف سے

آپس مین دیکھتے جاتے تھے

سکھیان کہتی آئیان ہین اِس بیابان سونا دِکھائی دیتا ہی

ہاتھون کو ملکر پھر یون بولین اب درختون کی اوٹ مین سکنتلا

دِکھائی نہین دیتی

اِس طرح مُنی تو سکھیون کو ساتھہ لے مکان مین آیا اور سکنتلا

جب آگے گئی ایک تالاب راہ مین دیکھا پیاس کی شدت سے

تالاب کے کِنارے گئی پانی پیکر پیاس بجھائی پر ایک پل مین

بڑا غضب ہوا کہ انگوٹھی انگلی مین سے نکل کر پانی مین گر پڑی

اور اُسے کُچھ سُدھ نہ رہی

وہان

لب پہ مُہرِ خاموشی بہتر ہے شورِ عشق سے
ہو نہ از خود رفتہ بس آگے نہ کر اِفشائے راز

اب یہ ہیچمدان ہر صغیر و کبیر کی دریافت کے لئے اِس روزگار کے سررشتے سے کہ سرکار کمپنی بہادر دام اقبالہ کی مقرر ہوا بیان کرتا ہے

کرنل اسکاٹ صاحب جو لکھنو کے بڑے صاحب ہیں اُنہوں نے حسب الطلب گورنر جنرل بہادر دام ملکہ کے ۱۸۰۱ سنہ عیسوی میں کِتنے شاعروں کو سرکارِ عالی کے مُلازموں میں سرفراز فرماکر اشرف البلاد کلکتے کو روانہ کیا اُنہوں میں احقر بھی یہاں وارِد ہُوا اور موافِق حُکم حضور خدمت میں مُدرّس مدرسۂ ہندی کی جو صاحب والا مناقب جان گلکرِسٹ صاحب بہادر دام ظِلّہ ہیں شرف اندوز ہُوا

دوسرے ہی دِن اُنہوں نے نہایت مہربانی و الطاف سے ارشاد فرمایا کہ سکونتولا نانک کا ترجمہ اپنی زبان کے مُوافِق کر اور للوجی لال کب کو حُکم کیا کہ بلا ناغہ لکھا یا کرے

اگرچہ کبھی سِوا نظم کے نثر کی مشق نہ تھی لیکن خُدا کے فضل سے

وہان سے اٹھکر دونون چیلون کے ساتھ راجا کے یہان پہنچی وہ خلوت مین تھا ڈیوڑھی پر جاکر چیلون نے خبر دی جو اُنکی زبانی عرض کی کہ مہاراج کن منی نے دو چیلے بھیجے ہین اور ساتھ اُنکے دو عورتین کر دین ہین ایک جو اُنمین جوان ہی سو آپکی نذر کے لئے ہی

نام عورتون کا سُنکے اچنبھا آیا بہت فکر و اندیشے مین گیا اور دیوانِ عام مین نکل آیا منی کے چیلون کو بُلایا آگے چیلے پیچھے گوتمی تس پیچھے سکنتلا اِس طرح سب کے سب آئے

راجا نے بڑی عزت سے پاس بُلایا اور سکنتلا شرم سے گویا زمین مین گڑی جاتی تھی پر گھونگھٹ کئے کھڑی تھی کم بختی جو آئی دہنی آنکھ اُسکی پھڑکنے لگی وسواس اُسکے دل مین ہوا کہ خدا خیر کرے دیکھون کیا ہوتا ہی اِس بدشگونی سے اُسکا دل بہت کڑھا

جب غور کرکے سکنتلا کو راجا دیکھنے لگا ایک تعجب سا اُسے ہوا اپنے دل مین کہا یہہ کون ہی اور کہان سے آئی منیون نے بن مین کبھو نکر پائی کچھ سمجھا نہین جاتا اِسے یہان کیون لائے

یہہ بچار راجا نے جب اپنے دل مین کیا تب منی کے چیلون نے آشیرباد دیا راجا نے مسند سے اُتر کر اُنہین ڈنڈوت کی اور سب کام اپنے چھوڑ کر اُنہون کی خیر و عافیت پوچھی کہا تمھارے بن باسیون کی کیا خبر ہی تمھارے گرو بھلے چنگے ہین ۔

وے چترائی کرکے بولے مہاراج کے راج مین ایسا دُکھ کا نام نہ ہا جیسے سورج کی روشنی سے اندھیرا جاتا رہے جنکی دُعا سے لوگ ہمیشہ سلامت رہین اُن رِکھیون کی کھیم کسل ہم کیا کہین

مہاراج کے پاس ہم آئے ہین یہہ سندیسا گرو کا لائے ہین جانی ہم نے سب محبّت تمھاری اور سکنتلا جو یہہ بیٹی ہماری جو گندھرو بیواہ تمنے یہان کیا یہہ سُنکر ہم نے بُرا نہین مانا مہاراج مین جتنے گُن ہین اُتنے ہی سکنتلا مین بھی ہی ہمارا جی بہت سُکھ پایا خدا نے بھلا سنجوگ بنایا اور یہہ بیٹ سے ہی سُنکر جلد یہان بھیجا سکنتلا کو اپنے پاس رکھیو ہم نے منی کا سندیسا کہہ دیا سکنتلا کو ہم نے یہان پہنچایا ہمین اب رُخصت کر دو دُربا سا منی کے سراپ سے راجا تو اُسکی طرف سے غافل

تھا کہنے لگا تم مُنی کے چیلے بڑے چتر ہے یہ کیا باتیں کہتے ہو
سکنتلا سے کسنے شادی کی ہیں اسے نہیں جانتا

یہ باتیں اُس سے سُنکر چیلے تو بہت خفا ہوئے اور سکنتلا بیحواس
ہو دل میں کانپنے لگی راجا کی بے دھرمی سے دونوں چیلے رُکگر
بولے مہاراج کچھ تم دھرم کو جانو ایسا خیال فاسد دل میں
مت لاؤ تب تو بیاہ کیا چھل کی کرگھاتیں اب تم کہنے لگے یہ
باتیں سچ ہے کہ راجا دہی کرتے ہیں جو اُنکے جی میں آتا ہے اور
کسی کا درد نہیں جانتے

یہہ کہکر چیلے چپ رہے اور گوتمی گھبرا کر سکنتلا کو سمجھانے لگی
ایک دم شرم کو چھوڑ راجا کو مُنہہ دکھا تیرا مُنہہ دیکھ کر اُسے
سُدھ آویگی

یہہ کہکر سکنتلا کا گھونگھٹ کھلوایا راجا کو اُسکا مُنہہ دکھلایا
دیکھ کر اُسنے تب بھی ہاں ناہ کچھ نہ کی حیرت زدہ سا رہ گیا
تب مُنی کے چیلوں نے جھنجھلا کر کہا مہاراج! کچھ دل میں
سوچ سمجھ بوجھ کر ہمیں جواب دو

راجا بولے میں نے بہت دیر تک غور سے نظر کی جاگتے میں تو

معلوم مگر خواب مین بھی کبھی شکل اسکی نہین دیکھی میرے اسکے
جو تم لگن لگاتے ہو کیون ناحق کلنگ چڑھاتے ہو جس سے
یہہ عورت کسی کی ہے مین اپنے گھر مین رانی بنا کر کیونکر
رکھون

وے دونون چیلے آتش غضب مین جلے پھر راجا سے یون کہنے
لگے ایسی باتین جو تم زبان پر لاتے ہو منی لوگون سے خوف
دلمین نہین کرتے جو کہن مہا منی جب خفا ہوگا تمھارا احوال
کہو کیا ہوگا؟

ان باتون سے راجا کو ڈرا کر پھر بہت غصہ کر کے سکنتلا سے
بولے تب کسی سے تو نے نہ پوچھا آپ ہی گندھرو بیواہ کیا
جیسا کیا اسکا ویسا ہی مزہ چکھا منہہ اپنا کھول راجا سے
کچھہ بول

شرم کا پردہ رخ سے اٹھا کر وہ بولی مہاراج یہہ ریت
کیا ہے اس مین بڑا ظلم ہوتا ہے تمھارے ہاتھہ کیا آویگا
کس لئے مجھے عیب لگاتے ہو تب تو پہلے ہم نے تمھین ایسا
نہ جانا جو کچھہ تم نے کہا سب ہم نے مانا تب ویسی چھل کی

کر گھاتین اب تُم کہتے ہو ہائے کیا باتین رُخصت ہوتے تُم نے دیئی تھی

انگوٹھی اُرتے ہین نہین ہون تمھارے آگے جھوٹھی اور آگے کیا

بھید بتاؤن کہو تو وہی انگوٹھی دکھاؤن

سُکُنتلا یہہ کہکر چپ رہی راجا نے پھر یون بات کہی یہہ تُم نے

بات بناؤ کی کہی اب تک کیون نہ انگوٹھی وہی جو مین انگوٹھی اپنی

دیکھون تو تمھین سچا جانون

تب اُسنے گھبرا کر نگاہ کی انگوٹھی ہاتھ مین نہ پائی رنگ چہرے کا

زرد ہوا بیقرار ہوکر ہاے ہاے مچائی وہ حیرت سے گوتمی کی

طرف دیکھنے لگا سکنتلا تب شرمندہ ہوئی

راجانے ہنسکر یہہ بات کہی تریا چرتر ہم کانون سُنتے تھے سو

انکھون دیکھے مین نے تجھے کب دی تھی انگوٹھی ایسی بات

کیون کہتی ہے جھوٹھی تو غیر زندی ہے ہم نے کبھی ملاقات نہین

کی تمھارا فن یہان نہ چلیگا

جب وہ راجا کے دل سے یون بھولی تب جُھنجھلا کر یہہ بولی

قسمت نے بُرا دن مجکو دکھایا جسطرح سے چاہا ناچ نچایا

نہین ہے انگوٹھی کیا مین دکھاؤن کہو تو کچھ اور تمھین بھید بتاؤن

ہم تم جو بن میں باتیں چاہت کی کر رہے تھے اور کیا کیا اُماہیں
دل میں بھر رہے تھے جو ایک ہرن کا بچہ وہاں آیا تمنے اُسے
کس کس پیار سے بلایا جب وہ وحشی بھاگا رم کرکے پاس نہ آیا
پھر وہاں ڈر کے جب میں نے اُسے بلایا تب وہ دوڑا آیا
تم نے ہنسکر کہا مجھکو تم دونوں بن باسی ہو ہرن کا بچہ رہتا ہی
ساتھ تمھارے بھاگے ہی یہہ سائے سے ہمارے یہہ کہکر تم نے
ہنسی مچائی اب وہ سُدھ بُدھ سب ہی بھلائی
یہہ سُنکر بھی اُسے کچھ یاد نہ آیا ایسی ہی باتیں پھر وہ زبان پر لایا
کہ دغا سے میٹھی میٹھی باتیں کرکے زندہ دل مردوں کا چھین لیتی
ہی ایسی باتیں کر رہی ہی گویا جو تجھہ کہیں چھو نہیں گیا
تب خفا ہوکر گوتمی نے کہا مہاراج! تم ٹھٹھول ہو ہم بن باسی
ہیں باتیں بنا کیا جانیں کپٹ کہاں سیکھی ہم نے بن میں
دغا ہوتی ہی راجوں کے من میں
یہہ کہکر گوتمی چپ رہی پھر راجا بولا عقل سبھاو سے ہوتی
ہی کویل چترائی کرکے انڈے کوے کے جھونجھہ میں دے آتی ہی
جب وہ سیتا ہی اور بچے نکل کر بڑے ہوتے ہیں تب اپنے ساتھ

لئے پھرتی ہی

راجا نے جب ایسی کڑی بات کہی سکنتلا خفا ہو بولی ارے بے انصاف تو کیا کہتا ہی تو نے مجھ سے کی ٹھگی تب مین نے تجھے ٹھگ نہ جانا جو تو نے کہا سو مین نے مانا یہہ کہا اور سر نیچے کر لیا آنکھون سے آنسو کی ایسی جھری لگائی پل مارتے مین اُسنے ندی بہائی

تب خفا ہو کر دونون چیلے اُس سے کہنے لگے شروع الفت مین تو نے کسی کو نہ جانا جیسا کیا ویسا اُسکا اب مزہ پایا بغیر امتحان کئے کی آخر یہی سزا ہوتی ہی

سکنتلا سے کہکر پھر راجا سے کہا سن لو اب یون بات ہماری بھلی بُری یہہ عورت ہی تمہاری چاہو اسے رکھو چاہو نکال دو ہم سے کچھ مت کہو

پھر ہاتھ پکڑ گوتمی کا دونون چیلے گھر کو پھر چلے سکنتلا بھی روتی ہوئی اُنکے پیچھے یہہ کہتی چلی تم نے بھی چھوڑا اور راجا نے بھی اب مین بے شرم بے کس کہان جاؤن مجھے تم چھوڑ کر جاتے چلے ہو مین دونگی جان اپنی غم سے رو رو

نہ کوئی مونس و غم خور میرا ہی

پر ایک دل سو بلا مین مبتلا ہی

وے خفا ہوکر بولے ای کم بخت! تو ادہر کہان آئی ہی اب کر جو تیرے دل کو اچھا لگے جیسا راجا کہتا ہی اگر تو ویسی ہی ہی تو مین ایسی لڑکی کو کیا کرونگا اور جو سچ ہی تیرا کہا تو لازم ہی تجھے پی کے گھر رہنا مین کے یہان جو تو جاکر رہیگی تو تجھے ساری دنیا کلنگ لگاویگی جو اپنے خاوند کی لونڈی بھی ہوکر رہیگی تو بھی تجھہ پر ہنسی ہوگی

یہہ کہکر چیلے چلے تب راجا انہون کو پکارا کہان اسے چھوڑے جاتے ہو اسکے باپ کو لیجا کر سونپو چیلون نے پھر کر جواب نہ دیا وے چلے گئے یہہ باہر روتی رہ گئی

یہہ اسکی بپت دیکھہ کر سوم راج پروہت نے ترس کھا راجا کے پاس اکر کہا لڑکا جب تک اتے ہووے تب تک یہہ رہے اگر تمہارا بیٹا ہوگا سب راجون کا راجا ہوگا تمام پنڈت پکار رہے کہتے ہین

جب یہہ لڑکا جنیگی اور لچھن راجون کے اس مین پائے جاوینگے تو اسے سچا جاننا اور اپنے محل مین داخل کرنا جو اسمین

ہئے جو ہر دائی تا پاوے نہ جائیں تو کن منی کے گھر بھیج دینا منی اور
رکھی لوگوں کی بد دعا سے لوگ بے ہوش ہو جاتے ہیں اور سر اب
مٹینے سے سدھ ہیں آتے ہیں تب پیچھے پچھتاتے ہیں

یہہ سنکر راجا نے کہا کر وجو تمھارے دل میں آوے یہہ حکم راجا
سے لیکر سکنتلا سے کہا تو ہمارے گھر چل

چیلے تو اس طرح چھوڑ گئے راجا نے یوں چھوڑا سکنتلا روتی ہوئی
سوم راج کے ساتھ چلی

اتنے میں ایک آگ کا شعلہ پیدا ہوا اور سکنتلا سے لپٹ کر
اٹھا زمین سے آسمان پر لے گیا

وہ شعلہ اسکی ماتھی کہ جسکا نام مینکا پری کہتے ہیں وہ ان باتوں سے
چل بل کر اسے یوں لے گئی جب وہ بجلی سی چمک کر نظروں سے غائب
ہوئی تب پروہت راجا پاس دوڑا آیا کہا مہاراج اتعجب کی بات
ہی ایک اچنبھا دیکھا میں نے اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی مالا پروتی
ہوئی وہ جب میرے ساتھ چلی اور بے اختیار ہو کہنے لگی ہیں بے کس ہوں
میرا کوئی نہیں تب ایک آگ کا شعلہ سا آیا اور اسے آسمان پر لے گیا
یہہ سنکر راجا نے خوش ہو کر کہا ہم نے پہلے ہی اسے پہچانا تھا خدا نے

اچھی بات کہی یہہ کہکر پروہت اپنے گھر کو آیا راجا اُٹھکر اپنے
سونے کے مکان میں گیا

تب بھی اُسے سُرت نہ آئی لیکن دل میں فکرمند ہوا رات کی نیند
دن کی بھوکھ جاتی رہی نہایت اُداس رہنے لگا

اور جو انگوٹھی سکنتلا نے تالاب میں گرادی تھی اُسے کسی دھینور نے
پایا اور بازار میں بیچنے لے گیا

جوہریوں نے راجا کا نام کھدا دیکھکر اُسے چور جانکر پکڑا کوتوال کے
یہاں لیجا کر قید کروا دیا

کوتوال نے اُسے مارا باندھا اور پوچھا تو نے یہہ انگوٹھی کیونکر
چرائی اور کہاں سے پائی اور کس طرح سے تیرے ہاتھ آئی اُسنے
کہا صاحب میں نے نہیں چرائی مگر تالاب میں سے پائی جال میں نے
تالاب میں ڈالا تھا اُس میں لگ آئی

یہہ سُنکر انگوٹھی لے کوتوال نے چھوڑ دیا اور راجا کے پاس آ انگوٹھی
دکھائی تب اُسکو سکنتلا کی یاد آئی انگوٹھی ہاتھ میں لیتے ہی
درد نے دل میں گھر کیا آرام چین یک لخت جاتا رہا رونے لگا
سر پر دونوں ہاتھ مارے ہائے کرکے پکارا خوشی نام کو نہ رہی

بخوبی انصرام ہوا کہ جسنے سُنا پسند کیا اور اچھا کہا بہت سا
پڑھنے لکھنے میں آیا اور کچھ چھپ کر اتفاقات سے رہ گیا
ان دنوں میں کہ ۱۸۱۰ سنہ عیسوی ہیں اور احقر قرآن شریف کے ہندی
ترجمے کا مُحاورہ دُرست کرتا ہے صاحب ممدوح نے فرمایا ہم
چاہتے ہیں کہ اب اِس کتاب کو سرِ نو چھپوا دیں نظرِ ثانی لازم ہے
اور اُس کب کو فرمایا کہ تم بھی اسی کتاب سے مقابلہ کر دو کہ
اگر کہیں مطلب کی کمی بیشی ہوئی ہو نہ رہے چنانچہ ہم انکا فرمانا
بجا لائے پھر موافق حکم صاحب کے بندے نے تھوڑا سا دیباچہ
اور بھی لکھا والّا نہ اگلا یہی ہے

خُدا کا نام لے پہلے زبان پر
لگا پھر دِل کو اپنے داستان پر

یہہ قصّہ فرخ سیر بادشاہ کی سلطنت میں سنسکرت سے
برج بھاکھا میں ترجمہ ہوا تھا اب شاہِ عالم بادشاہ کے عہد میں
اور زُبدۂ نوئینان عظیم الشان مُشیرِ خاص شاہ کیوان بارگاہ
انگلستان اشرف الاشراف مارکویس ولزلی گورنر جنرل بہادر
دام دولتہ کی حکومت میں ۱۸۰۱ سنہ عیسوی میں مُطابق ۱۲۱۵ سنہ

دِل میں سوچنے لگا کس سے کہوں یہ میں نے کیا کیا اپنے گلے پر
چھری دی وُہ دوست میرے پاس آئی تھی مَیں نے دشمنی کی
مجھ سے رکھی نہ گئی تب تو بھول گیا تھا اب وے سب باتیں یاد
آئیاں اُسنے تو حجاب کا پردہ درمیان سے اُٹھا کر سب بھید بتایا
تھا تب بھی میرے دِل میں کچھ نہ آیا اِدھر سے میں نے اُس نازنین کو
چھوڑا اُدھر سے وے چیلے اُسے چھوڑ گئے شور کر کے راہ میں وہ رونے لگی
تب بھی محبت میرے دِل میں نہ آئی اب کانٹا جدائی کا دِل میں
کھٹکے ہے چھاتی پھٹتی سانس دم بدم اٹکے ہے

جب سے کوتوال نے لا انگوٹھی دی تب سے عجب حالت اُس
فراموش کار پر ہونے لگی دِل میں درد رنگ زرد نہ دِنکو بھوکھ نہ
رات کو نیند زاری اور بے قراری سے سروکار بیراگ سے راگ بھی
خوش نہ آتا آٹھ پہر درد دل سے کڑھاتا تھا

اگر جوں توں دِن کاٹتا تو رات نہ کٹتی اور رات کاٹتا تو دِن
نہ کٹتا راجا کے اِس غم سے شادی شہروں کے دلوں سے ایسی
جاتی رہی کہ کوئی خوشی کا خیال بھی نہ لاتا لڑکوں نے کھیلنا بھلا
دِیا تھا جوانوں کی حالتیں بوڑھوں سے بدتر ہو گئیاں تھیں

کسی کے لب سے ہنسی آشنا نہ تھی ہر ایک کے منہہ پر اداسی چھا رہی تھی

وہ جو سُکھ کا دینے والا راجا سُکنتلا کے دُکھ کے دریا میں ڈوب گیا تھا رنڈی مرد کے دلون سے آرام رم کر گیا تھا بدلی غم کی تمام شہر مین چھا رہی تھی خوشی بیکار تھی فراق زدہ مہاراج کے راج مین بسنت رت کی آمد ذرہ بھی کہین نظر نہ آتی تھی

کویل کو بولنے نہ دیتے بلکہ درختون سے مار مار اُڑا دیتے تھے خوشبوئی بازار مین بکنے نہ پاتی رنگین کپڑون کا پہننا تو معلوم اگر بند ھے بندھائے پاتے تو اُنھین ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے پھولون کا تو مذکور کیا ہے کچی کلیان جو ٹہنیون پر دیکھتا توڑ توڑ کر خاک آلود پھینک دیتا یہہ تو احوال شہر کے لوگون کا تھا

اور راجا بیمار سا دن بدن زرد ہوا جاتا تھا من مارے ہوئے بیکل رہتا بار بار چھاتی بھر آتی اور آنکھ آنسوؤن کی جھڑی لگاتی راج کاج سے دل اُٹھائے اکیلا بیٹھا رہتا بھرا جہان اُسے خالی معلوم ہوتا کچھہ اچھا نہ لگتا دل مین خیال اسکا کرکے آنکھین بند کر لیتا اور اُسکے دھیان مین پہرون باتین کرکے دل بیتاب کو تسلی دیتا

کبھی اُسکو خیال میں سامھنے کرکے کہتا تم سختی دِل سے دور کرو
ظاہر ہوکر مُجھ غمگین کو دِکھائی دو تب مُجھے تُمھاری یاد نہ آئی
جیسی کی ویسی میں نے اب سزا پائی کدورت اپنے دِل سے
صاف کرو خدا کے واسطے ایک تقصیر میری معاف کرو میں جیسا ہوں
ویسی ہی مُجھ سے بن آئی تم اپنی بھلائی نہ چھوڑو غُصہ جانے دو
دِل میں رحم کرکے اِدھر مُنہہ موڑو

یہہ کہکر راجا کو غش آگیا مُنہہ پر زردی چھاگئی بدن پسینا
پسینا ہوگیا ہاتھ پاؤں سے حرکت جاتی رہی

اِتنے میں چتریکا نام ایک چیری راجا کے پاس دوڑی آئی یہہ
حالت دیکھکر بے اختیار روئی اور پنکھا جھلنے لگی جب کُچھ
ہوش اُسے آیا غفلت سے آنکھ کھول دی سر پر لونڈی کو روتے
دیکھکر آہ کرکے بولا تجھے کیا کام تھا جو تو اِدھر آئی ؟ میں کس
آرام میں تھا کیوں مُجھے جگا کر بے چین کیا ؟ پھر تو نے نئے سِر سے
یاد دِلائی

غم کی ایک کتاب جب اُسنے کھولی تب چتری لونڈی بولی
مہاراج ! معلوم ہوا کہ سکنتلا کو یک بیک راہ میں سے

کوئی چھلا وا تھا جو یون چھلکر لے گیا پھر ظاہر نہ ہوا جو کیا ہو گئی

تب راجانے کہا منیکا پری جو اُسکی ماتھی اُڑا کر

لے گیی جب اُسنے اسے اِس حالت سے دیکھا کہ ادھر بین نے

مُنہہ نہ لگایا اور بے مُروّتی سے پیش آیا ہر چند وہ منت وزاری

کس کس طرح بجا جتا کر اور یاد دِلا دِلا کر کہتی رہی آنسوؤن کی

ہر ایک آنکھہ سے اُسکی ندیان بہتی رہی تب بھی بین نے

غفلت سے کچھہ پروا اُسکے احوال پر نہ کی اِدھر مُنی کے دونون

چیلون نے بھی یہہ حالت دیکھہ چھوڑ کر گھر کی راہ لی مہر مادری

سے اُس ماہِ لقا کو اُسکی ما نے اِس بلا سے نجات دی

چیری اِس بھید سے آگاہ ہو کر بولی اِختیار کی باگ ہاتھہ سے

نہ دیجئے اور تھوڑے سے دِنون صبر کیجئے اُمّید قوی ہی کہ

تمھارا اُسکا مِلاپ ہو گا وہ تمھاری عاشقِ زار ہی اور تمھارے

دامِ اُلفت مین گرفتار ہی جسکی یہہ حالت بیان کی کیونکر اُسے

بغیر تمھارے کل پڑیگی

جب تمھارے عشق مین اُسکی بے قراری اور نالہ وزاری اُسکی

یاد کہینگی کب اُسے گوارا ہوگا کہ بسمل تیغِ عشق کی تڑپھہ

تڑپھ کر یون جان دے علاج اُس جان بلب آمدہ کا تمھارے
لب جان بخش سے کریگی خاطر پریشان کو جمع کیجئے اور جو مین نے
خدمت عالی مین عرض کی ہی وہ شدنی ہی ہوئی جاسئے
وہ ہنسنے لگا ایسی قسمت میری نہین مین یہان خاک پر وہ
وہان افلاک پر میرے اُسکا زمین و آسمان کا درمیان
ہی ملاپ ممکن نہین کہ ہوگا

درد میرے دل سے کب یہہ جائیگا
چین ایک دم مجھکو کیونکر آئیگا
کاش! تو جلدی نکل جا تن سے جی
ورنہ اب ایذائین کیا کیا پائیگا

پھر چیری نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی مین نہین کہتی تم سے بات
جھوٹھی یہہ کیونکر مل گئی انگوٹھی کب یہہ پانی مین گری تھی
کس وقت ملاح نے پائی پھر کہان سے مہاراج کے ہاتھ مین
آگئی اُسے چترائی سے اُسنے یون سمجھایا اور اُس الفت کے
دیوانے نے یہہ بھید انگوٹھی کا سُن پایا وہ جو برہ کے دریا مین
ڈوبا ہوا تھا تب اُسی انگوٹھی سے یون کہنے لگا مین سمجھا تھا

دُنیا مین ایک مین ہی کم بخت ہون پر تو بھی بڑی بے نصیب ہی تجھے وہ معشوقیت سے ہاتھ مین رکھتی تھی تو چھوٹ اُسسے جُدا ہوئی اور مین بھی ڈھونڈھتا ہون کہ وُہ میری آرام جان کیا ہوئی ہم دونون کو بپتا ماری مجھے اسکی دوری نے مرنے کے نزدیک پہنچایا اور تیرے لئے بہد حلقہ تیرا بس گرداب ہے اب کہان مجھے ویسی صورت نظر آویگی اور کب تو دیتا ہاتھ یاویگی

وُہ بے چوا اسی مین دیوانہ سا بے کل رہتا تھا اور جی مین جو آتا تھا سو کہتا تھا

اب سکنتلا کا احوال سُنو جب مینکا اُسے وہان سے اُٹھا کر لے گئی کشیپ مُنی کے ستھان مین جاکر اُتارا اُور وباش اسکی وہین مقرر کی رات دن وہان رہنے لگی

جب حمل کے دن پورے ہوئے ایک لڑکا صاحب جمال پیدا ہوا اور اسکے سنونے طالع جاگے بھرت نام اُس لڑکے کا رکھا اور پرورش پانے لگا

جب کچھ ایک بڑا ہوا مُنی نے ایک گنڈا بنا کر اُسکے گلے مین

ڈال دیا گُن اُس مین یہہ تھا اُسکے ماباپ سوا جو کوئی اُسے چھوئے

کالا سانپ ہو کر ڈسے اُسے ڈسے یہان کا تو یہہ ماجرا تھا

اور کتنے ایک دنون کے بعد مینکا پری نے راجا اندر سے جا کر کہا تم

راجا دُشمنت کو یہان بُلا بھیجو وقت مُلاقات کے سمجھا

سکنتلا کے احوال کی یاد دہی کر ہاتھہ پکڑ مِلاؤ آپکی توجہ سے

آپس مین اُن دونون کا مِلاپ یون نظر آتا ہی

راجا نے قبول کر کے اُسکے بُلانے کے لئے ماتُل رتھبان کو

حکم کیا کہ تخت لیجا اور دُشمنت کو ہماری طرف سے پیغام دیکر

جلد سوار کر کے لے آ

ماتُل بموجب امر کے روانہ ہوا جب وہان سے راجا کی دیوڑھی

پہنچا وہ تو دُکھ مین تھا کہ رتھبان نے اہل کارون اور عرض

بیگیون سے ظاہر کیا مجھے راجا اندر نے بھیجا ہی خبر کرو

چوبدارون نے سُنتے ہی راجا سے عرض کئی مہاراج راجا اندر نے

ماتُل رتھبان کو بھیجا ہی اور ایک خوب صورت تخت واسطے

آپ کی سواری کے لے آیا ہی

راجا نے وہین بُلا لیا ماتُل نے سلام کیا تب راجا نے یہہ پوچھا

کہو سب کے سُکھ دینے والے راجا اِندر خیر و عافیت سے رہتے ہیں؟ اُسنے صحت و سلامتی بیان کرکے عرض کی کہ مجھے مہاراج نے یہہ پیغام دیکر بھیجا ہی کہ دیو ہم سے لڑتے ہیں ہماری کُمک کو آیئے اور اُنہیں سزا کو پہنچائیے

راجا نے اُسکی خیر و عافیت پوچھی پھر راجا اِندر کی تعریف کرنے لگا زہی نصیب ہمارے کہ راجوں کا راجا مہاراج ہمیں اِس مہربانی سے یاد فرماوے یہہ محض بندہ نوازی ہی وگرنہ ہماری کُمک کے کب محتاج ہیں جس بندے کو حکم کریں ایک آن میں اُنکا کام تمام کردے پھر اچھی اچھی پوشاک پہن کر تمام ہتھیار بدن پر سج کر تخت پر بیٹھ خدمت میں راجا اِندر کی روانہ ہوا جب آدھی راہ طی کرکے نصف آسمان تک پہنچا ایک پہاڑ اچھا نظر پڑا رتھبان سے پوچھا یہہ کوہ باین شکوہ کون سا ہی اور کیا نام اُسکا ہی؟ اُسنے عرض کی ہیم کوٹ اُسے کہتے ہیں اِس میں کشیپ مُنی رہتے ہیں

راجا نے کشیپ مُنی کا نام سُنکر اُس سے کہا تخت کو اُسطرف پھیر ہم اُنکا درشن کرینگے وہ تخت اُس طرف سے چلا جب نزدیک

جا پہنچا

جا پہنچا تخت سے اُترا وہان کی سیر کرنے لگا

پھول رنگ برنگ کے تمام اُسپر کھلے ہوئے دیکھے پانی چشمون سے

جاری درخت سب میوہ دار ہر ایک ٹہنی پر جانور بول رہے اور چہچہے کر رہے

اُسکے سوا اور ایک تماشا دیکھا کہ ایک لڑکا خوب

صورت چھوٹی سی عمر کا شجاعت کے تمام آثار اُسکی پیشانی سے روشن

ہین شیر کے بچے سے کھیل رہا ہے گردن و بازو اُسکا پکڑ پکڑ کر زور

کرتا ہے اور دو ہمنشین اُسکے ساتھ ہین ہر چند وے منع

کرتی ہین وہ نہین مانتا کلاجترا اُسکا چیر چیر کر دانت گنتا ہے

راجا کو اُسکی بہادری سے تعجب ہوا اور جی مین محبت پیدا ہوئی اپنے

دل مین کہنے لگا جیسے اپنے لڑکے کو دیکھ کر پیار آتا ہے ویسے ہی

اس لڑکے کی مجھے اُلفت ہوئی اللہ نے مجھے بے اولاد رکھا پرائے

بیٹے کو حسرت سے دیکھتا ہون

پھر اُن ہمنشینون سے پوچھنے لگا کہ یہہ چھوٹی سی عمر اسکی اور یہہ

جُرأت و دلاوری کسکا یہہ بیٹا ہے اسکے باپ کا کیا نام ہے

وے بولین کیا کہین اور کیا بتاوین اسکے باپ کم بخت کا یہان کوئی نام

نہین لیتا ما اسکی خوب صورت اور خوش سیرت سر سے پانو تلک

شرم و حیا سوا اُس بے تقصیر کو اُسکے باپ نے حمل سے بھی گھر مین
نہ دکھانے دی غصّے سے نکال دیا

یہہ سُنکر راجا کے جی مین شک ہوا اور فکر کے دریا مین
ڈوب گیا پھر پیار سے پوچھنے لگا کہ باپ تو اُسکا گنہگار ہے
لیکن اِسکی ما کون ہے وہ اُسکا احوال ظاہر کرو

راجا نے جب یون پوچھا تب ہمنشینون نے جواب دیا اِس بہادر کی
ما کا نام شکنتلا ہے جب راجا نے اُسے نکال دیا تب اُسکی ما مینکا
پری اِسے اس احوال مین دیکھکر وہان سے یہان لے آئی

سُنتے ہی جتنا شک جی مین تھا جاتا رہا چھاتی بھر آئی اور جی مین
کہنے لگا کہ منزلِ مقصود کو ہم پہنچے بے اختیار ہو کر لڑکے کو گود مین
اُٹھا لیا اور چھاتی سے لگا کر ہمنشینون سے کہا جسکا تم نام زبان پر
نہین لاتین وہ گنہگار مین ہی ہون جو کچھ قصور ہوا مجھہ سے ہوا
اُس بے تقصیر کا تقصیروار مین ہون اب میری تقصیرین معاف
کرو اور میرا آنا جا سُناؤ اور اُس آرام جان کو مجھہ سے ملاؤ
لڑکے کو گلے سے لگائے وہ یہہ کہتا تھا اور گنڈے کی تاثیر سے
ظاہر تھا کہ کوئی غیر اُسے اگر ہاتھ لگاتا تو وہ گنڈا اُسے سانپ ہو کر

ہجری کے جناب جان گلکرسٹ صاحب بہادر دام ظلّہٗ کے
حسب الحکم کاظم علی جوان نے اِسے زبانِ ریختہ مین بیان کیا

اِس داستان کے لکھنے والے نے یون لکھا ہے
کہ فرّخ سیر بادشاہ کے فِدویون مین سے مولی خان
فِدائی خان کے بیٹے نے جب ایک لڑائی ماری تب حضورِ
پُرنور سے اُسکا خِطاب عظیم خان ہوا اُسی ایام مین اُسنے
نواز کبیشور کو حُکم کیا کہ سکونتولا نانک جو سنسکرت مین
ہے برج کی بولی مین کہہ اُس کبیشور نے یہہ کہانی کبت دوہرے
مین کہی کہ جسکا ترجمہ یہہ ہے اور جو انگریزی مین ہے سو
سنسکرت سے ہوا ہے اگر اِس مین اور اُس مین کچھ فرق
ہو تو ممکن ہے

اب صاحبان دانش وبینش کی خدمت مین التماس میرا یہہ ہے
کہ چشم وگوش انصاف کھولین اور تنگ منصفی سے بولین
کہ کبت اور دوہرے کا ترجمہ جیسا چاہئے ویسا زبانِ
ریختہ مین کب ہوسکتا ہے اُسکے اور اِسکے مضمون کی بندش کا
فرق کھلا ہوا ہے بیان کی اِحتیاج کیا

دشنتا اِس سبب سے اُنہین بھی یقین ہُا کہ یہہ اِسکا باپ ہی

دسے دوڑ کر شکنتلا کے پاس گئین اور سارا وُہ احوال بیان کیا اور

ساتھہ لائین ہرچند اُسنے شُنکر تغافل کی لیکن کشش مُحبت کی

کھینچ لائی

راجا نے اِس خجالت سے اُس حجاب زدی کو دیکھا کہ دردِ فراق اُسکے

دِل مین کارگر ہی اور احوال اُسکا نوع دیگر ہی مُنہہ اُترا ہوا بال سر کے

چکٹے ہوئے کپڑے بدن کے میلے

وُہ جو اِس صورت سے نظر آئی زار زار رونے لگا اور وُہ شرم سے

سِر نہوڑائے ہوئے پاس آکر کھڑی ہوئی اُس وقت راجا کو اور بات

کچھہ بن نہ آئی پاؤن پر گِر پڑا

شکنتلا بولی کیون مُجھے گنہ گار کرتے ہو؟ آپ بھی رونے لگی

اور سر کو پاؤن پر سے اُٹھا کر کہا مہاراج! اب تمہین کیون

ہوش آیا؟ راجا نے کہا تقصیر میری معاف ہو کچھہ مُجھے معلوم

نہین کہ مُجھے کیا ہو گیا تھا جو مین نے ئے نالائق باتین کہین لیکن اِتنا

دریافت ہوتا ہی کہ یہہ انگوٹھی جب مینے پائی تب مُجھے سُدھہ

بھولی ہوئی یاد آئی تب سے جان و بالِ تن ہی ایک دم کی دوری

ہزار طرح کا رنج و محن ہی

جو کچھہ مجھہ سے گُنہ ہوا ہی معلوم نہین ہوتا کیا اسرار تھا۔ خفگی
جانے دو مین اپنے گناہ کا آپ اقرار کرتا ہون اِسے درگذر و
جو جو بے مُروّتیان سختیان مین نے کین ہین لطف و مہربانی
سے اُنہین بھول جاؤ خاطر مین ہرگز نہ لاؤ مُجھے سخت پشیمانی
حاصل ہوئی ہی پس اب رنجیدگی دور کرو میرے دل غمگین کو مسرور
کرو یہہ کہا اور ہزار ہزار منت و سماجت کی شکنتلا نے کہا مہاراج
گُناہ تمھارا کچھہ نہین یہہ میری قسمت کی بُرائی ہی

آپس مین وے دونون عاشق و معشوق یہ باتین کر رہے تھے
جو کشیپ مُنی نے راجا کے آنے کی خبر سُنکر بُلایا وہ لڑکے کو اپنے
گلے سے لگائے ہوئے جب پاس گیا پہلے ڈنڈوت کر کے قدم لئے
پھر ہاتھہ باندھکر گنہگارون کی طرح آگے کھڑا رہا

شکنتلا بھی سر نیچے کئے ہوئے حاضر ہوئی اُنہون کی طرف غور
تامُّل سے دیکھہ کر مُنی نے کہا کہ راجا یہہ اپنے خاندان کی بہت نیک
ہی اور یہہ بیٹا اِسکے یہان اچھی ساعت مین پیدا ہوا ہی لچھن
اِس مین سب خوب ہین اور تم بھی نیک ذات اور نیک صفات

ہوسنجوگ تمھارا نیک ہوا ہی

جب اُسنے یہہ جو بیان بیان کیں تب راجانے ہاتھہ جوڑکر کہا
میرے دل مین جو گمانِ بد اور خیال فاسد ہوا تھا سبب اسکا
مجھے کچھہ دریافت نہین ہوتا اب مجھے آگاہ کرو کیا باعث اسکا تھا
اور تم سے کچھہ چھپا نہین گذشتہ و حال آیندہ کا
سب احوال تم پر روشن ہی اور مین تم سے اِس لئے پوچھتا ہون
مین نے گندھرو بیواہ کرکے سررشتہ اُلفت کا بڑھایا کہ کبھی تار
دوستی کا نہ ٹوٹے کیا سبب ہی کہ برعکس اسکے مجھہ سے
عمل مین آیا جو خبر کچھہ نہ رہی اپنے قول و اقرار پر مین نہ رہا
آپ یہہ یار وفادار میرے گھر مین آئی سوز و گداز اپنا شمع کی مانند
زبان پر لائی تب بھی مجھے کچھہ پرواہ نہ ہوئی اور اسکے جدا
ہونے سے بھی کچھہ خیال نہ گذرا کہ یہہ کون ہی اور کہان سے آئی تھی
اور کدھر گئی پھر دیکھتے ہی انگوٹھی کے کیون کر یاد آئی یہہ
بڑا تعجب ہی

راجا نے جب اپنے دل کا یہہ شبہہ بیان کیا تب منی نے ہنس کر
جواب دیا سکنتلا کو مینکا جس وقت یہان لائی تھی اُسی آن جو

سونچ کرین نے دھیان کیا پردہ اِس راز کا تمام مُجھ پر کھُل گیا
دُرباسا مُنی نے غُصّے سے سکنتلا کو سراپا تھا کہ راجا کو تیری
طرف سے ایسی غفلت ہوویگی کہ تجھے بھول جاویگا بہت دِنون
تلک روویگی

غرض جو کچھ اُسنے اُسکے حق مین بددُعا دی تھی اُسکے آثار سب
کچھ نظر آئے اِس مین تقصیر تمھاری کچھ نہین اور وہ سراپ سکھیون نے
سُنا تھا سکنتلا کو اُسکی خبر نہ تھی اور اُنہون نے بھی مناسب وقت
نہ جانا جو کہتیان مگر دُرباسا رکھی کے ہاتھ پاؤن پڑ کے اُنہون نے
بہت عاجزی و مِنّت وزاری کی تب اُس مُنی کے جی مین کچھ رحم آیا
اور یہہ بھید بتایا کہ راجا اُسکی طرف سے غفلت کریگا جب انگوٹھی
اپنی پاویگا تب اُسکو سکنتلا کی بھولی ہوئی یاد پھر آویگی لیکن
کتنی مُدّت یہہ ایذائین اُٹھائیگی

یہہ کہکر وہ مُنی چلا گیا تھا اور اُسکی بددُعا نے یہہ اثر کیا تھا کہ
تم نے دِل سے اُسکی یاد بُھلائی تھی اور انگوٹھی لِنے سُدھ آئی
کُچھ اور تُم دِل مین اندیشہ نکرو میری بات یقین جانو

اور کن مُنی نے بھی بدسلوکی تمھاری چیلون کی زبانی سُنکر تمھین

تقصیروار نہ ٹھہرایا سراپ دُرباسا منی کا دھیان مین لایا

تُمھاری بدسلوکی کی باتین مینکا سے سُنکر راجا اِندر نے تمھین

بُلایا ہی مینکا نے عرض کی تھی تم راجا دُشمنت کو بُلاکر سکنتلا کو

مِلا دو سو یون اتفاق ہُوا اب سکنتلا کو اور اپنے بیٹے کو لیکر گھر

پھر جاؤ خوشی خرمی سے عیش و عشرت کرو

ئے باتین ہو رہی تھین کہ ایک وکیل راجا اندر کا وہان آپہنچا اظہار

کیا کہ راجا اِندر نے کہا ہی جو ہمین منظور تھا وہ مقصد راہ مین پورا

ہُوا اب تم اپنے مکان کی طرف پھر جاؤ

یہہ سُنتے ہی ڈنڈوت کر کے اور تخت پر سکنتلا اور لڑکے کو

بیٹھا آپ بھی سوار ہو ساتھ لیکر اُنھین گھر آیا اِس طور اُن مشتاقونکی

آپس مین مُلاقات ہوئی طالع سوتے ہوئے دونون کے جاگے

دُکھ درد اُنکے دلون سے یک لخت بھاگے دونون خوش و خُرّم

ہوئے سکنتلا رانی ہوئی اور راجا اپنے راج مین حکم رانی کرنے لگا

رعیت اُنکی خوشی سے شاد ہوئی وہ نگری پھر سے نو آباد ہوئی

سب مطالب و مقاصد اُنکے دلون کے برآئے اپنے اپنے حُسن

جوانی کے خوب مزے اُٹھائے

اب یہہ کہانی یہان تمام ہوئی ای جوان ! لفظ و معنی سے بخوبی سر انجام ہوئی ازبسکہ زبانِ ریختہ مین لکھی سالِ ہجری کے موافق ریختہ تاریخ ہوئی

شکنتلا کا جو احوال اہس مین ہی مذکور
شکنتلا کے اِسی نام سے کیا مشہور

THIS EBOOK IS DOWNLOADED FROM
SHAAHISHAYARI.COM

LARGEST COLLECTION OF URDU
SHERS, GHAZALS, NAZMS AND EBOOKS.